COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرا

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ناگن مجھے کاٹو

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت: ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل

ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا کی واپسی کا سفر ختم ہونے ہی والا ہے۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اس خیال سے پریشان ہیں کہ ان کا انجام کیا ہو گا۔ ان کی عمریں آٹھ ہزار سال کے قریب ہو گئی ہیں۔ کیا وہ اپنے سفر کے ختم ہونے پر ایک دم سے بوڑھے ہو کر مر جائیں گے۔ یا ان کا یہ پُراسرار سنسنی خیز سفر جاری رہے گا؟

اس قسط میں ماریا اور کیٹی کی ملاقات ایک جنگل میں کسی پر اسرار شخصیت سے ہوتی ہے جن سے کیٹی اور ماریا سوال کرتی ہیں کہ ان کے سفر کا انجام کیا ہو گا؟ وہ پراسرار شخصیت انہیں بتاتی ہے کہ یہ ایک راز ہے۔ جس پر سے ابھی پردہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ لیکن ——

لیکن کے بعد اس پُراسرار شخص نے ماریا اور کیٹی کو جو کچھ بیان کیا وہ آپ خود اس قسط میں پڑھ لیں

آپ کا انکل
اے حمید

"راہِ چمن"
۴۵۴/این، سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- کوٹ لکھپت کی چڑیل
- گرجے کا تابوت
- ناگن! مجھے کاٹو
- کافر نجومی کی موت
- بارش، گھنگھرو، غار

کوٹ لکھپت کی چڑیل

نقاب پوش اندھیرے میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

کوٹھی کی چھت سے سیڑھیاں نیچے کمرے کے اندر جاتی تھیں۔ یہاں لوہے کا دروازہ لگا تھا جو دوسری طرف سے بند تھا۔ ٹوٹ نہیں سکتا تھا۔ ایک نقاب پوش نے نیچے اشارہ کیا۔ دوسرے نقاب پوش نے رسّی چھت پر سے کوٹھی کے پچھواڑے نیچے لٹکا دی اور اوپر اسے ممٹی کے ساتھ باندھ دیا۔ دونوں نقاب پوش باری باری نیچے اُتر گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی نیچے آ گئی۔ وہ ان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔ ایک نقاب پوش غسلخانے کے پچھلے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے سوراخ میں خنجر کی نوک ڈالی اور کنڈی کا کھٹکا جو اندر کی طرف لگا تھا کھول دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ دونوں نقاب پوش دبے پاؤں غسل خانے میں داخل ہو گئے۔

کوٹھی پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب گھر والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو رہے تھے۔ کسی کو خبر نہیں تھی کہ دو ایسے خطرناک ڈاکو ان کی کوٹھی میں داخل ہو چکے ہیں جو قتل بھی کر سکتے ہیں ۔ماریا بھی نقاب پوش ڈاکوؤں کے ساتھ غسل خانے میں داخل ہو چکی تھی۔ انہوں نے اندر سے غسل خانے کے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا۔ غسل خانے کے دروازے کو کسی نے دوسری جانب سے کنڈی نہیں لگائی تھی۔ حالانکہ گھر والوں کو کنڈی لگا کر رکھنی چاہیے تھی۔ ڈاکو دبے پاؤں دروازے کو آہستہ سے کھول کر بیڈ روم میں آ گئے۔ یہاں امجد کی بڑی بہن سو رہی تھی۔ یہ اس کا کمرہ تھا۔ وہ پلنگ پر پنکھا چھوڑے بے سدھ ہو کر سو رہی تھی۔ نقاب پوش ڈاکوؤں میں سے ایک نے پہلا کام یہ کیا کہ لپک کر امجد کی بہن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے نے اس کی آنکھوں پر سکاچ ٹیپ لگا کر آنکھیں بند کر دیں تا کہ وہ ڈاکوؤں کی شکل نہ دیکھ سکے۔ پھر اس کے منہ کو بھی سکاچ ٹیپ لگا کر بند کر دیا۔ اس کے بعد چادر سے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔ امجد کی بہن کی ایک آواز تک نہ نکل سکی اور وہ بے بس ہو کر پڑ گئی۔

ڈاکوؤں نے ٹارچ روشن کی اور کمرے کے سامان کا

جائزہ لینے لگے۔ الماریو
نے کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔
مل رہی تھی، ایک سوٹ کیس پ
نے اسے کھینچ کر باہر نکال لیا اور
توڑ ڈالا۔ سوٹ کیس میں سے ایک
نکا جس میں سونے کا ایک قیمتی ہار پڑا تھا۔ ڈاکوؤں کی آنکھیں نقابوں کے اندر چمک اٹھیں۔ وہ اسی شے کی تلاش میں کوٹھی میں آئے تھے۔ نقاب پوش ڈاکو نے ڈبے میں سے ہار نکال کر رومال میں لپیٹا اور اپنی ٹھنڈی جیکٹ کی جیب میں ٹھونس لیا۔ دوسرے نے کہا:

"اب یہاں سے چلو۔"

پہلا بولا: "ذرا ٹھہرو۔ ہو سکتا ہے اور زیور بھی ہوں۔"

اس نقاب پوش ڈاکو نے ایک الماری پر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ اسے اس کے اوپر ایک اٹیچی کیس رکھا نظر آیا۔ وہ اسے نیچے اتارنے لگا تو اس کے ہاتھ سے کھسک کر نیچے قالین پر گر پڑا۔ اس سے آواز پیدا ہوئی۔ نقاب پوش چوکنے ہو گئے۔ ایک نے پستول کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ مگر پھر خاموشی چھا گئی۔ کسی نے وہ آواز سنی تھی۔ اٹیچی کیس کھل نہیں رہا تھا۔ اس کے تالے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو رہے تھے۔ کسی کو خبر نہیں تھی کہ نقاب پوش اسے ان کی کوٹھی میں داخل ہو چکے۔ اچانک دروازہ دھڑاک
ماریا بھی نقاب پوش ڈاکو؟
میں داخل ہو چکی تھی۔ یہ عادت تھی کہ وہ اپنے کمرے کے کے دروازے کو کنڈی لگا کر نہیں سوتی تھی۔ یہ امجد کا باپ تھا۔

"کون ہو تم۔ یہیں کھڑے رہو۔"

امجد کا باپ نہتا تھا۔ اس نے ڈاکوؤں کو للکار کر سخت غلطی کی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پستول یا بندوق ہوتی تو بات بھی تھی۔ ایک ڈاکو نے پستول کا رُخ امجد کے باپ کی طرف کیا اور فائر کرنے ہی والا تھا کہ اس کے ہاتھ کو کسی نے نیچے سے زور سے مکا مارا۔ پستول اس کے ہاتھ سے اچھل کر چھت سے جا ٹکرایا اور نیچے قالین پر گر پڑا۔ نقاب پوش ڈاکو کی کلائی کی ہڈی دو جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔

ماریا آخر کب تک ان ڈاکوؤں کا منہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ تو چوری کرتے کرتے اب ایک بے گناہ انسان کا خون کرنے لگے تھے۔ اس نے زور سے نقاب پوش کی پستول والی کلائی کے نیچے ہاتھ مارا تھا۔ ماریا کا اتنا

مکہ نقاب پوش ڈاکو کی کلائی کی ہڈیاں توڑنے کے لیے کافی تھا۔ نہ تو نقاب پوش ڈاکو کی سمجھ میں آیا اور نہ امجد کے باپ کی سمجھ میں آیا کہ ڈاکو کے ہاتھ سے اپنے آپ پستول کیسے اچھل کر چھت سے جا ٹکرایا ہے ڈاکو درد کی شدت سے گھبرا کر واپس غسل خانے کی طرف لپکا کہ باہر بھاگ جائے مگر وہاں ماریا کھڑی تھی۔ اس نے ایک زور دار جوڈو کا ہاتھ نقاب پوش ڈاکو کی گردن کے برابر میں مارا اور اس کی شانے کی ہڈی بھی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

دوسرے نقاب پوش نے خنجر سے امجد کے باپ پر حملہ کرنا چاہا مگر امجد کے باپ نے ایک زور دار مکہ اس کے سر پر مار کر اسے قابو میں کر لیا تھا۔ کوٹھی میں شور مچ گیا۔ امجد، امجد کی والدہ اور نوکر بھاگ کر وہاں آ گئے۔ امجد نے کمرے میں آتے ہی ماریا کی تیز خوشبو کو محسوس کر لیا۔ اس کی بہن کی رسیاں کھول کر منہ اور آنکھوں پر سے ٹیپ اتار دی گئی۔ اب وہ چیخیں مار کر رونے لگی۔

امجد کے باپ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر میں عین وقت پر یہاں نہ پہنچ جاتا تو یہ ڈاکو سارا زیور لوٹ کر لے جاتے۔ میں تہجد پڑھنے کے لیے اٹھا تو مجھے کمرے میں سے کسی شئے کے گرنے کی آواز آئی۔ مگر میں حیران ہوں کہ اسی دوسرے ڈاکو کو کس نے مار کر بے ہوش کر دیا ہے۔"

امجد نے کہا: "اس کا بھی پتہ چل جائے گا ڈیڈی۔ خدا کے لیے آپ زرینہ کو دوسرے کمرے میں لے جائیں۔ امی آپ زرینہ آپی کو لے جائیں۔"

امجد کی امی بے چاری بے حد گھبرائی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی بیٹی سے لپٹ کر رونے لگ گئیں۔ پھر اسے حوصلہ دیتی ہوئی کمرے سے باہر لے گئیں۔ امجد اور اس کے باپ نے نقاب پوش ڈاکو کی مشکیں کس کر قالین پر ڈال دیا۔ دوسرے نقاب پوش کو دیکھا۔ وہ بے ہوش پڑا تھا۔ سارے سامان کا جائزہ لیا۔ ایک نقاب پوش کی جیکٹ سے سونے کا ہار امجد کے باپ نے پہلے ہی برآمد کر لیا ہوا تھا۔ اور کوئی چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔

امجد نے کہا: "ڈیڈی! آپ پولیس کو فون کر کے

رپٹ درج کرائیں تاکہ ان ڈاکوؤں کو پولیس کے حوالے کیا جائے۔"

امجد کا باپ فون کرنے جانے لگا تو بے ہوش ڈاکو کی طرف دیکھ کر بولا:

"میں ابھی تک حیران ہوں کہ اس ڈاکو کے ہاتھ سے پستول کس نے اچھالی اور یہ کیسے بے ہوش ہو گیا۔"

امجد نے پستول پر قبضہ کر لیا۔ اس نے نوکروں کو بھی کمرے سے نکال دیا۔ ماریا کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ جب کمرہ خالی ہو گیا تو اس نے کہا:

"ماریا بہن — میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔"

ماریا نے کہا: "میں غزالہ سے مل کر آ رہی تھی کہ یہ ڈاکو چھت پر سے نیچے آنے کی کوشش کر رہے تھے، میں نے کہا کہ چلو ذرا دیکھیں کہ یہاں کے ڈاکو کس طرح ڈاکہ ڈالتے ہیں۔"

امجد نے پوچھا:

"غزالہ سے تمہاری ملاقات کیسے ہو گئی۔"

ماریا نے ساری تفصیل امجد کو بیان کی امجد بولا:

"گویا تم نے ایک رات میں دو چڑیاں پکڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں۔ کاش ہم تمھیں اپنی پولیس میں ملازم رکھ سکتے۔"

ماریا کہنے لگی: "اب تم جانو تمھارا کام — میں اوپر والے کمرے میں جا رہی ہوں۔ مگر ڈیڈی سے میرا ذکر نہ کرنا۔"

امجد نے مسکرا کر کہا:

"یہ بھلا میں کیسے کر سکتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔"

ماریا غسل خانے کے دروازے میں سے نکل کر اوپر والی منزل میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہاں پولیس آ گئی۔ رپورٹ لکھی گئی۔ ڈاکوؤں کو گرفتار کیا گیا۔ ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد پولیس ڈاکوؤں کو ساتھ لے کر تھانے چلی گئی۔

دوسرے دن محلے کے لوگ آ کر امجد کی والدہ اور ڈیڈی کو مبارک بادیں دینے لگے کہ ان کا سامان لٹنے سے بچ گیا۔ امجد کا ڈیڈی ہر ایک سے یہی کہہ کر اپنی بہادری کا رعب جماتا:

"وہ تو میں تہجد پڑھنے کے لیے اٹھا تو آہٹ سن کر کمرے میں چلا گیا۔ ڈاکوؤں کو للکارا۔ ایک نے خنجر نکال لیا۔ ایک نے پستول نکال لیا۔ میں نے اچھل کر ایک کو لات ماری۔ دوسرے

کی گردن پر ایسا گھونسہ مارا کہ دونوں چت ہو کر گر پڑے۔ اجی میں نے ایسے کئی ڈاکو دیکھے ہیں۔"

لوگ امجد کے باپ کی بہادری کی داد دے رہے تھے اور امجد چپکے چپکے مسکرا رہا تھا۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اگر ماریا نہ ہوتی تو نہ صرف بہن کا سارا زیور چلا جاتا بلکہ ہو سکتا تھا کہ اس کے ڈیڈی کا خون بھی ہو جاتا اور اس وقت گھر میں اس کے ڈیڈی کی لاش پڑی ہوتی۔

بہرحال امجد نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے عین وقت ماریا کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا۔

دوپہر کے کھانے پر گھر کے سب لوگ بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ ماریا بھی کونے میں ایک خالی صوفے پر بیٹھی ان کی باتیں اور امجد کے ڈیڈی کی ڈینگیں سن رہی تھی اور ہنس رہی تھی۔ کہ اتنے میں ایک معصوم صورت زرد رنگ کی پتلی دبلی لڑکی اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں کلپ بورڈ اور بال پوائنٹ کا چھوٹا پیکٹ تھا۔ وہ آتے ہی بولی:

"انکل! ذرا امجد کو کہیں کہ مجھے میرے سنٹر تک گاڑی میں چھوڑ آئے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

امجد کے ڈیڈی نے کہا:
"خالدہ بیٹی کوئی بات نہیں۔ امجد تمہیں چھوڑ آتا ہے۔ آج تمہارا کون سا پرچہ ہے؟"
لڑکی نے کہا: "انکل میں بائی پارٹ امتحان دے رہی ہوں۔ آج فزکس کا پرچہ ہے۔"
امجد کے ڈیڈی نے امجد سے کہا:
"جاؤ بیٹا خالدہ کو اس کے سنٹر چھوڑ آؤ۔"
امجد کی امی نے خالدہ سے کہا:
"بیٹی خوب تیاری کی ہوئی ہے نا۔"
بے چاری خالدہ منہ لٹکا کر بولی:
"آنٹی! آپ کو پتہ ہی ہے میں ایک مہینہ بیمار رہی تھی اور پھر پڑھائی بڑی مشکل ہے۔ پوری تیاری نہیں کی۔ خدا جانے کیا ہو۔ کہیں دو سال ضائع نہ ہو جائیں۔"
امجد کی بہن نے کہا: "فکر نہ کرو خالدہ۔ اللہ میاں تمہاری مدد کریں گے۔"
امجد جلدی سے اٹھا اور بولا:
"چلو خالدہ بہن۔ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔"
"شکریہ امجد بھیا۔"

امجد نے کہا: "بھئی شکریہ کیسا۔ آپ ہمارے پرانے جدی پشتی ہمسائے ہیں اور پھر تم زرینہ کی پیاری سہیلی بھی ہو۔"
خالدہ مسکراتی ہوئی امجد کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر چلی گئی۔ وہ خالدہ کی ہر پرچہ حل کرنے میں مدد کرنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے بھی ایک بار لاہور میں اس نے امجد کی مدد کی تھی۔ گاڑی میں امجد نے ماریا کی خوشبو محسوس کی تو کچھ حیران سا ہوا۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ماریا یونہی سیر کرنے کے خیال سے ان کے ساتھ گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی ہو۔ کیوں کہ ماریا کی خوشبو سے امجد نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ماریا گاڑی میں بیٹھی ہوئی ہے۔ خالدہ کے سامنے وہ ماریا سے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ماریا اس سے بات کر سکتی تھی۔ کیوں کہ وہ اس کا بندوبست کر سکتی تھی کہ ایسی فریکوینسی میں بات کرے کہ اس کی آواز سوائے امجد کے دوسرا کوئی نہ سن سکے۔ ماریا نے امجد کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے کہا:
"امجد! فکر نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ اس لیے آ گئی ہوں کہ اس لڑکی کی امتحان میں مدد کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہتی ہوں۔ یہ بیمار رہی ہے۔ پڑھائی بھی مشکل ہے بہت پریشان ہے۔ بے چاری۔ میں ہر حالت میں پرچہ حل کرنے میں اس کی مدد کروں گی۔"

امجد ماریا کو یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ خود تو فزکس جانتی نہیں پھر پرچہ حل کرنے میں خالدہ کی کیسے مدد کرے گی، مگر وہ ماریا سے خود بات نہیں کر سکتا تھا۔

ماریا نے کہا: "میں جانتی ہوں تم میری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے، کیوں کہ تمہاری آواز خالدہ سن لے گی۔ مگر تمہیں جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر تم مجھے پرچہ حل کروانے میں اس لڑکی کی مدد کرنے سے منع بھی کرو گے تو میں نہیں مانوں گی۔"

امجد گاڑی چلاتے چلاتے ہنسنے لگا اور اس کے منہ سے نکل گیا۔

"نہیں نہیں۔ میں کیوں منع کروں گا!"

پھر اچانک گھبرا کر اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ خالدہ جو اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی چونک کر بولی:

"امجد بھیا! یہ آپ کس سے بات کر رہے تھے؟"

امجد جلدی سے بولا:

"اوہ — کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ خالدہ بہن۔ کبھی کبھی اپنے آپ سے باتیں کرنے لگ جاتا ہوں۔"

ماریا دیر تک مسکراتی رہی۔

گاڑی لاہور کالج کے باہر رُک گئی۔ بے چاری امتحان کے غم میں پریشان پریشان سی خالدہ نے امجد کا شکریہ ادا کیا اور کالج کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ اب ماریا سے امجد نے کہا:

"ماریا! تم اس بے چاری کی کس طرح مدد کر سکتی ہو۔ امتحان میں جو سوال آئیں گے وہ تم تو حل نہیں کر سکو گی۔"

ماریا نے کہا: "پھر میں اس کی کس طرح مدد کر سکتی ہوں امجد — میں ہر حالت میں اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔"

امجد نے کہا: "اس کی ایک ہی صورت ہے کہ فزکس کی وہ کتاب لائی جائے جس میں سے سوال آئیں گے۔ میں گاڑی میں بیٹھوں گا۔ تم اندر سے پرچہ لے آنا اور یہاں ہم اسے حل کر لیں گے۔"

ماریا نے خوش ہو کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بالکل ٹھیک ہے۔ تم جلدی سے وہ کتاب لے آؤ۔ کہاں سے ملے گی فزکس کی کتاب؟"

"بازار سے مل جائے گی۔ مجھے معلوم ہے وہ کون سی کتاب ہے۔ زرینہ نے بھی اس کا امتحان دیا تھا۔"

"تو پھر جلدی بازار چلو" ماریا بولی۔

امجد نے کہا:

"ماریا بہن! گھر سے پیسے تو لے آؤں۔ یہ کتاب چالیس روپے سے کم کی نہیں آئے گی۔"

ماریا نے غصے میں کہا:

"کوئی ضرورت نہیں دکاندار کو چالیس روپے ادا کرنے کی بہت کماتے ہیں یہ لوگ۔ اگر تم کہو گے تو میں یہ کتاب اس کی دکان پر واپس چھوڑ آؤں گی۔ تم اس دکان پر چلو جہاں سے فزکس کی کتاب مل سکتی ہے۔"

امجد بولا: "جیسے تمہاری مرضی۔ مگر تمہیں کتاب واپس ضرور چھوڑ کر آنی ہو گی۔ کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ ہم کوئی کتاب چوری کریں۔ چوری خدا کو ناپسند ہے۔"

ماریا نے ڈانٹتے ہوئے کہا:

"اچھا بابا اب تم مجھے نصیحتیں نہ کرو۔ گاڑی آگے بڑھاؤ۔ خالدہ کا امتحان شروع ہونے ہی والا ہو گا۔"

امجد نے گاڑی سٹارٹ کی اور مال روڈ کی طرف چل پڑا۔

وہ کتابوں کی ایک شاندار دکان میں داخل ہوئے جہاں اسکول کالجوں کی سائنس کی کتابیں بھی ملتی تھیں۔

امجد نے ایک کتاب پر انگلی رکھ کر ماریا سے کہا:

"یہ وہ سائنس کی کتاب ہے جس میں سے خالدہ کو امتحان کے سوال آئیں گے۔"

ماریا نے کتاب اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ تیزی سے گاڑی چلا کر امجد اور ماریا کالج کے گیٹ پر پہنچے۔ امجد نے گاڑی وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کی اوٹ میں کھڑی کر لی تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔ ماریا گاڑی سے اتر کر سیدھی اس ہال کمرے میں آ گئی جہاں لڑکیاں امتحان دے رہی تھیں پرچے تقسیم ہو چکے تھے۔

ماریا نے دیکھا کہ خالدہ لڑکی ایک قطار میں کرسی پر بیٹھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ پرچہ سامنے رکھا ہے اور ایک سوال کو بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ماریا اس میز پر آ گئی۔ جہاں چیف ایگزامینر عورت کچھ فالتو پرچے پاس رکھے بیٹھی تھی۔

ماریا نے بڑے آرام سے ان میں سے ایک پرچہ اڑایا اور خود بھی اڑتی ہوئی باہر امجد کے پاس آ گئی۔ امجد نے کتاب سامنے رکھ کر سارے سوال ایک کاغذ پر حل کر دیئے۔ ماریا نے وہ کاغذ اٹھایا اور سیدھی ہال میں آ کر خالدہ کے پاس کھڑی ہو گئی۔ نگہبانی کرنے والی انسپکٹر عورت قریب سے گذر کر چلی گئی تو ماریا نے خالدہ کے قریب ہو کر کہا:

"خالدہ بیٹی! میری آواز سن کر گھبرانا مت۔ میں ایک بزرگ عورت کی روح ہوں اور تمہاری والدہ، کی دُعا کی وجہ سے محبّت سے نکل کر تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔ میں نے تمہارے پرچے کو حل کر لیا ہے۔ میں وہ کاغذ تمہارے سامنے رکھ دوں گی۔ تم اسے آرام آرام سے ایک ایک سوال کر کے نقل کر لینا۔"

خالدہ بے چاری تو سن ہو کر رہ گئی۔ اس کا رنگ

اڑ گیا۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ روح کا نام سن کر اس کے ہوش جاتے رہے۔ ماریا کو احساس تھا۔ مگر وہ چاہتی تھی کہ خالدہ سے اسی طرح بات کرے ورنہ ورنہ وہ پرچہ حل نہیں کر سکتی تھی۔ وہ کہنے لگی:

"ڈرو نہیں خالدہ بیٹی۔ جنّت کی نیک روحیں دنیا پر آ کر نیک بندوں کی مدد کیا کرتی ہیں۔ تم ایک نیک بچی ہو۔ نماز پڑھتی ہو، روزے رکھتی ہو۔ خدا کے بھوکے بندوں کو کھانا کھلاتی ہو۔ تمہاری ماں بھی نیک عورت ہے۔ اس نے اللہ کے آگے دعا کی تھی اور اللہ میاں نے مجھے تمہاری مدد کے لیے بھیجا ہے اصل میں اللہ میاں تمہاری مدد کر رہا ہے مگر اس نے مجھے ایک ذریعہ بنایا ہے۔ اب گھبراہٹ دُور کر دو۔ اور مجھے سر کے اشارے سے جواب دو کہ کیا تم تیار ہو۔"

ماریا کی باتوں سے خالدہ کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ماریا ایسی آواز میں بول رہی تھی کہ جسے سوائے خالدہ کے دوسرا کوئی نہیں سن سکتا تھا۔

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم ایک لائق لڑکی ہو۔ مگر بیماری کی وجہ سے تم امتحان کی تیاری نہیں کر سکیں۔ اگر تم بیمار نہ ہوتیں تو تمہیں میری مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن تم ایک مہینہ بیمار رہیں اور پڑھائی نہ کر سکیں۔ اب یہ امتحان والے تو بیماری نہیں دیکھتے۔ اس لیے میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ کیا تم تیار ہو؟"

خالدہ نے آہستہ سے سر ہلایا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ تیار ہے۔ اتنی دیر میں نگرانی کرنے والی عورت قریب آ گئی۔ خالدہ کو اس نے گھور کر دیکھا۔ ماریا اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ وہ عورت ماریا کے اندر سے ہو کر گذر گئی۔ جب وہ دور ہو گئی تو ماریا نے پرچہ خالدہ کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر ایک سوال پورے کا پورا حل کیا ہوا تھا۔ خالدہ کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ وہی سوال حل کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اب جو حل کیا ہوا سوال سامنے دیکھا تو جلدی جلدی اسے نقل کرنے لگی۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر خالدہ نے ایک ایک کر کے سات سوال نقل کر لیے۔ وہ آخری سوال نقل کر رہی تھی۔

حل کیا ہوا پرچہ اس کے ساتھ پڑا تھا، کہ نگران عورت پاس آ گئی۔ ماریا نے جلدی سے پرچہ اٹھا لیا۔ پرچہ غائب ہو گیا۔ نگران عورت نے دیکھ لیا تھا کہ خالدہ کسی کاغذ پر سے کچھ نقل کر رہی ہے۔ اس نے خالدہ کو کھڑا کر دیا اور بولی:

"کہاں ہے وہ پرچہ جس سے تم سوال حل کر رہی تھیں؟"

خالدہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا:

"مس! میں — میں نقل نہیں کر رہی تھی۔"

مس نے چلّا کر کہا:

"جھوٹ بکتی ہے؟ میں نے خود دیکھا ہے کہ تم ایک کاغذ پر سے نقل کر رہی تھیں۔"

خالدہ نے کہا: "مس۔ معاف کر دیں۔"

مس نے غصّے میں کہا:

"میں تمہیں تین سال کے لیے نکلوا دوں گی چلو۔ باہر آؤ۔ اپنا پرچہ مجھے دے دو۔"

خالدہ رونے لگ پڑی۔ ماریا کو اس سنگ دل پروفیسر عورت پر سخت غصہ آیا۔ اس کی پروفیسر عورت کی شکل بالکل جلادوں ایسی تھی۔ ماریا نے بڑی آہستگی سے پروفیسر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس طرح رکھا کہ وہ اس کے ہاتھ کا بوجھ اور ٹھنڈک محسوس کر سکے۔ ساتھ ہی ماریا نے پروفیسر عورت کے کان میں کہا:

"اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو خالدہ کو چھوڑ دو اور دم دبا کر یہاں سے چلی جاؤ۔ نہیں تو میں تمہارا سر ابھی مونڈھ ڈالوں گی اور ناک آدھا کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں پکڑا دوں گی۔"

پروفیسر عورت نے غیبی آواز کو سنا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ رنگ جو پہلے ہی زرد تھا اور زرد ہو گیا۔ ٹانگیں کانپنے لگیں۔ ماریا نے اس کی گت پیچھے سے پکڑ کر آہستہ سے کھینچی اور کہا:

"کاٹوں ناک؟ مونڈھوں بال؟"

پروفیسر نے لرزتی آواز میں کہا:

"نہیں نہیں۔ مجھے معاف کر دو۔"

ماریا نے اس کی گت چھوڑ دی اور آہستہ سے کہا:

"اب یہاں سے اپنی جلا دوں ایسی منحوس صورت لے کر دفعہ ہو جاؤ اور خبردار اگر آئندہ کسی لڑکی کو تنگ کیا تو میں وہیں آ کر تمہاری ناک

کاٹ ڈالوں گی۔ میں کوٹ لکھپت کی چڑیل ہوں۔ غاؤں غاؤں۔"

ماریا کی آواز کی دہشت سے سنگ دل پروفیسر عورت چیخ مار کر دھڑام سے بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ماریا کی آواز چونکہ پروفیسر اور خالدہ کے سوا کسی اور نے نہ سنی تھی اس لیے کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ کیا ہوا ہے۔ اسی وقت پروفیسر کو اٹھا کر میز پر لٹا دیا گیا۔ اور پانی وغیرہ پلایا جانے لگا۔

ماریا نے خالدہ سے کہا:

"اب تم آرام سے آخری سوال بھی نقل کر لو۔ اب تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

خالدہ نے آخری سوال بھی نقل کر لیا۔ ماریا نے اپنا پرچہ اُٹھایا اور اس بڑی میز کے پاس آئی جس پر پروفیسر اب ہوش میں آ چکی تھی اور آنکھیں پھاڑے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ بڑی انسپکٹر پوچھ رہی تھی:

"کیا ہوا تھا مس خدا بخش؟"

مس خدا بخش نے کہا:

"وہ — وہ — چڑیل۔"

"چڑیل؟" انسپکٹر نے کہا: "چڑیل کہاں آ گئی یہاں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے انسپکٹر کے کان کے پاس منہ لے جا کر زور سے غاؤں کی آواز نکالی اور کہا:

"چڑیل تمہارے پاس کھڑی ہے۔"

انسپکٹر بھی چیخ مار کر دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ دوسری پروفیسر عورتیں اب پروفیسر مس خدا بخش کو چھوڑ کر انسپکٹر کی طرف دوڑیں۔

ماریا باہر جانے لگی تو پروفیسر مس خدا بخش کے پاس ایک بار پھر آئی اور بولی:

"مس خدا بخش! تجھے خدا بخشے۔ خبردار اب کبھی کسی لڑکی پر ظلم نہ کرنا۔ نہیں تو میں یہ تمہاری جو طوطے ایسی ناک ہے۔ اس کے چار ٹکڑے کر دوں گی۔"

پروفیسر مس خدا بخش تھر تھر کانپنے لگی۔ اس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی۔ ماریا کہہ رہی تھی۔

"خالدہ میری بیٹی ہے۔ چڑیل کی بیٹی ہے۔ اگر تم نے کبھی اس کو کچھ کہا تو میں تیرے چپلی کباب بنا کر کھا جاؤں گی مس خدا بخش!"

پروفیسر مس خدا بخش کے حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکلی، "مجھے معاف کر دو۔ میں کچھ نہیں کہوں گی۔"

ماریا نے مس خدا بخش جلاد کی گُت کو تھوڑا سا کھینچ کر کہا:

"مس خدا بخش! تجھے خدا بخشے۔ میں جا رہی ہوں۔ کوٹ لکھپت کی چڑیل ہوں۔ پھر آؤں گی تمہاری گُت کاٹنے۔ غاؤں۔ غاؤں۔ غاؤں۔"

ماریا نے تین چیخیں ماریں جو صرف مس خدا بخش نے ہی سنیں اور وہ خود ایک بھیانک چیخ مار کر دوسری بار بے ہوش ہو گئی۔

ماریا نے باہر آ کر امجد کو بتایا کہ اس نے پرچہ حل کرا دیا ہے۔ امتحان کا وقت ختم ہو گیا۔ لڑکیاں باہر نکلنے لگیں۔

خالدہ بھی باہر آ گئی۔

امجد نے پوچھا:

"پرچہ کیسا ہوا؟"

خالدہ بولی: "بہت اچھا ہو گیا ہے بھائی جان، مگر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

امجد کہنے لگا: "دراصل میں ادھر سے گذر رہا تھا کہ سوچا تمہارے پرچے کے بارے میں پتہ کرتا جاؤں۔ اچھا خدا حافظ میں گھر نہیں جا رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ورنہ تمہیں ساتھ لیے چلتا۔"

یہ کہہ کر امجد گاڑی کی طرف چلا گیا۔ ماریا پہلے سے ہی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ خالدہ اتنی اچھی لڑکی تھی کہ اس نے بزرگ روح کے بارے میں کسی سے ذرا سی بھی بات نہ کی۔ نہیں تو عورتیں راز پیٹ میں نہیں رکھ سکتیں، لیکن یہ عورتوں کو بدنام کرنے کے لیے بات بنائی گئی ہے۔ بعض لڑکیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اگر انہیں کوئی راز بتا دیا جائے تو وہ کسی سے اس کا ذکر تک نہیں کرتیں۔ یہی حال خالدہ کا تھا۔ ماریا نے واپس آتے وقت اسے تاکید کر دی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہ کرے۔ خالدہ ویسے بڑی خوش تھی۔ اس کا پرچہ بہت اچھا ہو گیا تھا۔ اس پرچے کے بارے میں اسے بہت فکر لگی ہوئی تھی اور خدا نے اس کا یہی پرچہ اچھا کرا دیا تھا۔

○

ماریا کو لاہور میں رہتے دو تین دن گذر گئے۔

عنبر ناگ کیٹی کا خیال اسے ہر وقت ستاتا تھا۔ وہ ہر قیمت پر ان کے پاس واپس جانا چاہتی تھی مگر مجبور تھی۔

ایک بار وہ چھلکی جن کے اندھے کنوئیں پر بھی گئی اور اس نے اسے آوازیں دیں اور التجا کی کہ وہ اسے واپس عنبر ناگ کیٹی کے پاس لے جائے مگر چھلکی جن تو شرارت کا پتلا تھا۔ اسے ان چاروں کو تنگ کر کے شاید مزا آتا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا ناامید ہو کر واپس چلی آئی۔

ایک دن وہ لاہور کی مال روڈ پر سے گذر رہی تھی کہ اسے ایک خوبصورت گرجا گھر دکھائی دیا۔ ماریا کا دل بے اختیار پاک مریم اور یسوع مسیحؑ کی عبادت کرنے کو چاہا۔ وہ گرجا گھر میں داخل ہو گئی۔ اس وقت گرجا گھر بالکل خالی تھا۔ ہال میں کوئی نہیں تھا۔ ماریا چبوترے کے آگے آ کر کھڑی ہو گئی۔ سامنے حضرت یسوع مسیحؑ اور پاک بی بی مریم کے بُت بنے ہوئے تھے جن سے نور ٹپک رہا تھا۔ ایک موم بتی روشن تھی۔ ماریا نے دوسری موم بتی روشن کر دی اور ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر عبادت کرنے لگی۔

اتنے میں گرجے کا پادری کسی کام سے ہال میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو ایک موم بتی جلا گیا تھا یہ دوسری موم بتی کس نے روشن کر دی ہے۔ وہ چبوترے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آ کر دوسری موم بتی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی عبادت کرنے والا آیا ہو اور موم بتی جلا کر چلا گیا۔ ماریا عبادت کرتے ہوئے دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ اے پاک بی بی مریم میری مدد فرما اور مجھے عنبر ناگ کیٹی کے ساتھ واپس پہنچا دے۔

پادری ماریا کے پیچھے کھڑا تھا۔ نہ ماریا کی نظر اس پر پڑی تھی اور نہ پادری ہی ماریا کو دیکھ سکتا تھا۔ وہ تو موم بتی کو تک رہا تھا کہ ماریا نے آنکھیں کھول دیں اور تیسری موم بتی بھی روشن کر دی۔ پادری بھونچکا سا ہو کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جلتی ہوئی موم بتی اپنی جگہ سے اپنے آپ اوپر کو اُٹھی۔ اس نے دوسری موم بتی کو روشن کیا اور واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑی ہو گئی ہے۔ اس نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور ہاتھ باندھ کر دُعا پڑھنے لگا۔

"اے خداوند! اگر یہاں کوئی بدروح آ گئی ہے اسے دور کر دے۔ اسے یہاں سے نکال دے۔"

ماریا نے پلٹ کر پادری کی طرف دیکھا۔ اسے بڑا غص آیا کہ پادری اسے بدروح سمجھ رہا تھا۔ پھر اس نے س

کہ پادری بے چارے کو کیا پتہ کہ وہ کون ہے۔ اس نے پادری کی بات پر دھیان نہ دیا اور عبادت کرنے لگی۔ ماریا نے یسوع مسیحؑ اور پاک بی بی مریم علیہ السلام کے حضور کچھ ایسے دل سے دعا مانگی کہ اچانک ماریا نے محسوس کیا کہ اس کے کانوں میں ایک آواز آ رہی ہے۔ ماریا نے غور سے سنا۔ آواز کہہ رہی تھی۔

"ماریا بیٹی! جہلم شہر جاؤ۔ دریا کے کنارے انتظار کرو۔ تم اپنے دل کی مُراد پا لو گی"۔

آواز یک دم بند ہو گئی۔

ماریا نے کہا: "مقدّس روح! جہلم شہر میں کس جگہ دریا کے کنارے جا کر بیٹھوں"؟

اس کو کوئی جواب نہ ملا۔ ماریا جھک کر تعظیم بجا لائی اور واپس مڑی۔ پادری ابھی تک اپنی جگہ پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور گرجا گھر میں داخل ہونے والی بدروح کو نکالنے کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ پادری صاحب کی غلط فہمی دور کر دینی چاہیے وہ آہستہ سے چل کر اس کے قریب آئی اور اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر بولی:

"فادر! میں بدروح نہیں ہوں"۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پادری نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اسے اردگرد کوئی عورت نظر نہ آئی۔ وہ خوف زدہ ہو کر بولا:

"کون ـــــ کون ـــــ"

ماریا نے کہا:

"فادر! میں بدروح نہیں ہوں"

"بھوت ـــــ بھوت ـــــ بچاؤ"

اور پادری چیختا چلاتا۔ ہال سے بھاگ گیا۔ ماریا گرجا گھر سے باہر آ گئی۔ اسے جہلم شہر جانے کی بشارت مل گئی تھی۔ وہ سیدھی امجد کے پاس اس کے گھر آ گئی۔ اسے بتایا کہ وہ جہلم جا رہی ہے اور گرجا گھر میں اسے بشارت ملی ہے۔

امجد نے کہا: "ماریا بہن! بشارت بالکل سچی ہے۔ تم جہلم ضرور جاؤ لیکن ایک وعدہ کرو کہ جانے سے پہلے مجھے ضرور ملتی جاؤ گی"

"جہلم جانے سے پہلے؟" ماریا نے پوچھا۔

"نہیں" امجد نے ہنس کر کہا: "واپس تین ہزار سال پیچھے جانے سے پہلے"

ماریا بولی: "وہ تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر بات میرے اختیار میں ہوئی تو میں تمہیں ملنے ضرور آؤں گی

لیکن اگر میرے اختیار میں نہ ہوئی تو مجھے معاف کر دینا۔ اسی ملاقات کو آخری ملاقات سمجھ لینا۔ میں غزالہ سے ملنے نہیں جا سکتی تم اسے میرا آخری سلام پہنچا دینا"

ماریا نے امجد سے رخصت لی اور سیدھی لاہور ریلوے سٹیشن آ گئی۔ اسے جہلم تک کا راستہ معلوم نہیں تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ سڑک کی بجائے ریلوے لائن کے اوپر رہ کر سفر کرے، کیونکہ ریلوے لائن اسے جہلم تک پہنچا سکتی تھی۔ پھر بھی ماریا نے راولپنڈی جانے والی ریل کار کا انتظار کیا۔ جو تین بجے سہ پہر روانہ ہوتی تھی جب ریل کار راولپنڈی کی طرف روانہ ہوئی تو ماریا اس میں سوار ہونے کی بجائے اس کے اوپر رہ کر ہوا میں پرواز کرنے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ لاہور ریلوے سٹیشن سے آگے جا کر اسے پتہ چل جائے کہ سیدھی لائن کون سی جہلم کی طرف جاتی ہے، کیونکہ کچھ ریل کی لائنیں شیخوپورہ اور سیالکوٹ کی طرف مڑ جاتی تھیں۔

جب ریل کار کافی آگے نکل آئی تو ماریا کو پتہ چل گیا کہ یہی ریلوے لائن جہلم کو جا رہی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی پرواز تیز کر دی اور دیکھتے دیکھتے ریل کار کو پیچھے چھوڑ کر کافی آگے نکل آئی۔ وہ ہوا کے تیز جھونکے کی طرح فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قصبے اور کھیت اور ندیاں اس کے نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ے گذر رہی تھیں۔ ریلوے لائین اسے نیچے چمکتی لکیروں کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ ریل کار بہت پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر اونچی نیچی ویران پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور تھوڑے عرصے بعد ماریا کو دور دریا کے کنارے آباد ایک شہر کے مکان دھوپ میں چمکتے نظر آنے لگے۔ یہی جہلم شہر تھا اور گرجا گھر سے مقدس آواز نے اسے اسی شہر میں دریا کے کنارے جا کر بیٹھنے کی بشارت دی تھی۔ ماریا شہر کے اوپر آ کر پرواز کرنے لگی۔

○

گرجے کا پُراسرار تابوت

سورج غروب ہو رہا تھا۔

شہر پر دھوپ کا رنگ سنہری ہونے لگا تھا۔ اگست کے موسم کی شام کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ماریا نے ایک جگہ جہلم شہر کا بورڈ لگا ہوا دیکھا۔ اسے پورا یقین ہو گیا کہ یہی جہلم شہر ہے۔ وہ فضا میں اُڑتے اُڑتے دریا کے مشرقی کنارے کی طرف نکل آئی۔ یہاں دور دریا کنارے ایک گرجا گھر بنا ہوا تھا۔ ماریا کا دل چاہنے لگا کہ وہ اس گرجا گھر کے قریب ہی دریا پر ڈیرا ڈالے۔ وہ خود عیسائی لڑکی تھی اس لیے اُسے گرجا گھروں سے بڑی محبت تھی۔ یہ گرجا گھر جہلم شہر کا خوبصورت گرجا گھر تھا جو ۱۸۶۰ء میں انگریزوں نے بنایا تھا۔ اس کے احاطے میں بڑے پرانے پرانے شیشم کے گھنے اور سایہ دار درخت تھے۔ ایک گوروں کا قبرستان بھی تھا جس میں سو سال پرانی قبریں بھی تھیں اور نئی قبریں بھی تھیں۔ ماریا کو ان قبروں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرجا گھر میں گئی۔ یہاں اس نے تھوڑی دیر عبادت کی اور پھر دعا مانگ کر دریا کے کنارے پر آ گئی۔ درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔ دریا کا پانی بڑے سکون سے بہہ رہا تھا۔ سورج کی غروب ہوتی کرنیں دریا کے چوڑے پاٹ پر چمک رہی تھیں۔ دریا گرجا گھر کے سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر بہہ رہا تھا۔ ماریا ایک پرانے چبوترے پر آ کر بیٹھ گئی۔ دریا کی لہریں چبوترے کی اینٹوں سے ٹکرا کر گذر رہی تھیں۔

ماریا کو چبوترے پر بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی۔ گرجے کی آواز نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ دریائے جہلم کے کنارے جا کر اپنے ساتھیوں کا انتظار کرے۔ ماریا نہیں جانتی تھی کہ یہاں اس کی عنبر ناگ کیٹی سے کیسے ملاقات ہو گی۔

ماریا سوچ رہی تھی

اس کی ملاقات عنبر ناگ کیٹی میں سے کسی سے ہو گی اور وہ تین ہزار سال واپس پرانے زمانے میں جا سکے گی۔

جب رات کا اندھیرا چھا گیا اور آسمان پر ستارے چمکنے لگے اور دریا کا پانی سرمئی رنگ کا ہو گیا تو ماریا نے

سوچا کہ چل کر تھوڑی دیر کے لیے شہر کی سیر کی جائے۔

وہ جہلم پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔ شہر کے بازاروں میں روشنیاں ہو رہی تھیں۔ دکانوں پر بڑی رونق تھی۔ ٹریفک کا شور تھا۔ جہلم ماریا کو بڑا گنجان شہر لگا۔ مکانوں پر مکان چڑھے ہوئے تھے اور بازاروں میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ وہ تین ہزار سال پرانے یونان سے آ رہی تھی۔ وہاں کے شہروں میں بے حد سکون تھا۔ کسی گاڑی، ٹرک، رکشا، سکوٹر کا شور نہیں تھا۔ بازاروں میں اتنے زیادہ لوگ بھی نہیں تھے۔

ماریا کو اب ماڈرن زمانے کے اتنے شور شرابے اور ٹریفک کے ہنگاموں کی عادت نہیں رہی تھی۔ وہ اس شور سے گھبرا گئی اور واپس گرجے کی طرف روانہ ہوئی گرجے کے سامنے والا پرانا باغ اور قدیم قبرستان سنسان تھا۔ گرجا گھر کے کونے میں دور ایک مدھم سا بلب جل رہا تھا جس کی روشنی صرف اتنی ہی جگہ پر پڑ رہی تھی۔ ماریا نے گرجے کا ایک چکر لگایا اور دریا کی طرف آ گئی۔

وہ چبوترے پر خاموشی سے بیٹھ کر دریا کی طرف تکنے لگی جس کے پانی کی چادر بڑی دھندلی دکھائی دے رہی تھی۔ برسات کے موسم کی وجہ سے جھاڑیوں میں دریا کے کنارے جگہ جگہ جھینگر بول رہے تھے۔ ماریا نے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالے سانپ کو دیکھا جو جھاڑیوں میں سے رینگتا ہوا اس کی طرف آیا اور پھر اس کی شعاعوں میں ناگ دیوتا کی بو سونگھ کر وہیں رُک گیا۔ پھن اٹھا کر تین بار جھکایا اور واپس چلا گیا۔ ماریا کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ ۱۹۸۴ عیسوی کے زمانے کا سانپ ناگ کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے گا جو اس وقت تین ہزار سال تاریخ کے پرانے دور میں رہ رہا تھا۔

رات آدھی سے بھی زیادہ گزر چکی تھی۔ دور شہر جہلم کی طرف جو پہلے عمارتوں میں روشنی ہو رہی تھی وہ بھی بجھ گئی تھی۔ چاروں طرف اندھیرا اور سناٹا چھا گیا تھا۔ رات کے اس سناٹے میں صرف جھینگروں کی آوازیں ہی آ رہی تھیں جو خاموشی کو زیادہ بھیانک بنا رہی تھیں۔ ماریا چبوترے پر چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اسے دریا کی طرف سے اندھیرے میں کوئی سیاہ رنگ کی چیز کنارے کی طرف آتی دکھائی دی۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک کشتی ہے۔ ماریا کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے اس کشتی میں دوسرے کنارے سے مسافر آ رہے ہوں کشتی اس چبوترے سے تھوڑے فاصلے پر کنارے کے ساتھ آ کر لگ گئی جس

پر ماریا بیٹھی تھی۔ اس میں ایک گورے رنگ کی انگریز عورت جس نے سو سال پہلے کا لباس پہن رکھا تھا نکلی اور گرجا گھر کی طرف دوڑی۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسری کشتی بھی وہاں آ گئی۔ اس کشتی میں دو ایسے آدمی سوار تھے جن کا رنگ کالا تھا اور جنہوں نے بھی سو سال پرانا ہندوستانی لباس پہن رکھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ یہ دونوں آدمی اس انگریز عورت کے پیچھے بھاگے۔

انگریز عورت نے اپنے پیچھے آدمیوں کو آتے دیکھا تو وہ گرجے کی بجائے قبرستان کی طرف بھاگی۔ ماریا اس عورت کو بچانے کی خاطر اس کے پاس گئی اور دیکھا کہ انگریز عورت کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن ماریا یہ دیکھ کر ششدر ہو کر رہ گئی کہ اس عورت کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔ ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ عورت قبرستان میں جا کر ایک قبر پر تھکاوٹ اور خوف سے چور ہو کر گر پڑی۔ دونوں آدمی اس کے سر پر پہنچ گئے۔ وہ اسے مارنے لگے تو ماریا نے آگے بڑھ کر ایک آدمی کی تلوار اس کے ہاتھ سے پکڑنی چاہی مگر ماریا کا ہاتھ

تلوار کو نہ پکڑ سکا اور تلوار کے ایک ہی وار نے اس عورت کا کام تمام کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دلدوز چیخ فضا میں بلند ہوئی اور وہ عورت اور اس کے دونوں قاتل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے میں غائب ہو گئے۔

ماریا حیران کھڑی تھی کہ یہ کیا تماشہ ہوا ہے۔

جس قبر پر وہ انگریز عورت گری تھی ماریا نے جھک کر اسے دیکھا۔ اس پر کسی انگریز عورت کا نام لکھا تھا جو سن ۱۸۶۱ء میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں ہلاک ہو کر مر گئی تھی۔ ماریا قبر کے کتبے کو تک رہی تھی کہ اسے ایک دم قبر کے اندر سے ایک سفید ہیولا اُبھرتا دکھائی دیا۔ ماریا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ سفید ہیولا ایک عورت کا تھا جس کے چہرے سے نُور برس رہا تھا اور سر پر پھولوں کا تاج تھا۔

ماریا نے دیکھا کہ اس عورت کے سفید ہیولے کا چہرہ اس عورت جیسا تھا جس کو اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے قبرستان میں اسی جگہ قتل ہوتے دیکھا تھا۔ اس عورت کا لباس سفید تھا اور وہ کوئی نورانی نیک روح لگتی تھی۔ ماریا خاموش کھڑی اس روح کو دیکھ رہی تھی کہ اس نے ماریا کی طرف چہرہ کیا اور بولی:

"ماریا! ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے جو خونی واقعہ دیکھا وہ ہر اگست کے مہینے کی اسی رات کو ہر دفعہ اس قبرستان میں دُہرایا جاتا ہے۔ آج سے

سو سال پہلے میں اس گرجا گھر کے پادری کی بیٹی تھی۔ میں ایک رات دریا پار سے آ رہی تھی کہ دو ڈاکو میرے پیچھے لگ گئے اور انہوں نے مجھے اس جگہ قبرستان میں قتل کر دیا۔ اس خونی کھیل کو سوائے تمہارے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کیا تم میرے ساتھ گرجے میں چلو گی"۔

ماریا نے کہا: "تم مجھے وہاں کس لئے لے جا رہی ہو؟"

روح بولی: "اس میں ایک راز ہے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں گرجا گھر میں تمہیں لے جاؤں۔ میرے ساتھ چلو گی نا؟"

"کیوں نہیں۔ اگر تمہیں حکم ملا ہے تو میں تیار ہوں"۔ ماریا نے جواب دیا۔

روح ماریا کے آگے آگے گرجا گھر کی طرف چل پڑی۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ روح ماریا کو ساتھ لے کر گرجے کے پیچھے اس جگہ آ گئی جہاں ایک پُرانا دروازہ خدا جانے کب سے بند پڑا تھا اور اس پر زنگ بھرا تالہ لگا تھا۔

روح نے کہا: "ہم اس کے اندر چلیں گے"۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روح دروازے میں داخل ہو گئی۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے بند دروازے میں سے گذر کر دوسری طرف آ گئی۔ یہاں ایک تنگ و تاریک زینہ نیچے تہہ خانے میں جاتا تھا۔ زینے کی سیڑھیاں پتھروں سے بنائی گئی تھیں۔ سیڑھیوں سے گذرنے کے بعد نیچے ایک تہہ خانہ آ گیا جس میں اندھیرا گھپ تھا۔ مگر ماریا اور روح اس اندھیرے میں بھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

تہہ خانے کے درمیان میں لکڑی کا سیاہ رنگ کا ایک تابوت پڑا تھا جس کا ڈھکن بند تھا۔ اس تابوت کے سرہانے سلاخ پر لوہے کا ایک گول چکر لگا تھا جو آہستہ آہستہ گھوم رہا تھا۔

روح نے کہا: "یہ گول چکر وقت کا چکر ہے۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ میں تمہیں اس چکر کے تابوت کے پاس لے جاؤں۔ ابھی تمہیں اس تابوت کو کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہماری دنیا میں وقت کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس وقت تم دنیا کے وقت کے حساب سے سن ۱۹۸۴ء میں رہ رہی ہو۔ لیکن اس تابوت کے اندر سن ۱۹۸۴ء

نہیں ہے۔ یہ ایک راز ہے جو تمہیں اس وقت معلوم ہو گا جب وقت آئے گا۔ اب تم میرے ساتھ آؤ۔"

روح ماریا کو لے کر گرجے کے تہہ خانے سے باہر نکل آئی اور واپس قبرستان میں اپنی قبر پر آ کر بولی: "آج سے ٹھیک ایک ماہ بعد آج ہی کے دن آدھی رات کو آندھی اور بارش کا زبردست طوفان آئے گا۔ دریا کی لہریں غضب ناک ہو جائیں گی۔ بجلی رہ رہ کر کڑکے گی اور بادلوں کی گرج سے لوگوں کے دل دہل رہے ہوں گے۔ اس وقت تم گرجا کے تہہ خانے میں جاکر گول چکر والے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دو گی اور اس کے اندر داخل ہو جاؤ گی۔ پھر تم اس مقصد کو پا لو گی جس کے لیے تم نے لاہور کے گرجا گھر میں حضرت مریم بی بی علیہ السلام کے حضور دعا کی تھی۔"

یہ کہہ کر روح غائب ہو گئی۔

ماریا قبرستان میں تنہا کھڑی رہ گئی۔ قبر اسی طرح اس کے سامنے تھی جس کے کتبے پر اسی انگریز عورت کا نام لکھا ہوا تھا۔ جس کی روح تھوڑی دیر پہلے ماریا کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑی تھی۔ ماریا نے اس کی ایک ایک بات اپنے ذہن میں اچھی طرح سے بٹھا لی اور دریا کی طرف چل دی۔ اسے ایک مہینے کے بعد آنے والے اس طوفان کا انتظار کرنا تھا جو اسے اپنے ساتھیوں عنبر ناگ کیٹی سے ملانے والا تھا۔

○

اب ہم تین ہزار برس پیچھے کی طرف جاتے ہیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ عنبر اور ناگ الگ الگ قافلوں کے ساتھ عراق کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ عنبر کو عراق میں اس دلدلی علاقے کی تلاش ہے جہاں اس کے خیال میں اسے ماریا ملے گی۔ اسے بالکل علم نہیں ہے کہ ماریا اس وقت ایک احمقانہ غلطی کی وجہ سے سن ۱۹۸۴ء کے دور میں جا چکی ہے۔ دوسری طرف ناگ بھی ایک قافلے کے ساتھ عراق کی جانب چلا جا رہا ہے۔ اسے عنبر ماریا اور کیٹی کی تلاش ہے جب کہ کیٹی ناگن کی شکل میں ایک یونانی سپیرے کی پٹاری میں قید ہے اور یہ بوڑھا یونانی سپیرا اسے ہندوستان کی طرف لیے جا رہا ہے جہاں اس قسم کی ناگن کی پوجا ہوتی ہے اور یونانی سپیرا اسے بھاری قیمت پر فروخت کرنا چاہتا ہے۔

یونانی بوڑھا سپیرا جس قافلے کے ساتھ تھا اس کے پیچھے سکندر اعظم کی فوجیں ایران کو فتح کرنے کے بعد ہندوستان پر حملہ کرنے کے لیے آ رہی تھیں۔ آپ نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہو گا کہ سکندر کی فوجوں نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تھا تو جہلم کے راجہ پورس نے اس کا مقابلہ کیا تھا اور بڑی بہادری سے لڑا تھا، لیکن اس کے ہاتھیوں نے عین میدانِ جنگ میں گھبرا کر پیچھے کی طرف منہ موڑ لیا اور اپنے ہی سپاہیوں کو کچلنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے راجہ پورس کو شکست ہو گئی۔ مگر سکندر اعظم راجہ پورس کی بہادری سے بہت متاثر ہوا تھا اور اس نے راجہ پورس سے پوچھا تھا۔

"بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

جس پر جہلم کے راجہ پورس نے بڑی مردانگی سے جواب دیا تھا۔

"وہی جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سے کرتا ہے۔"

اس جواب پر سکندر اعظم اس قدر خوش ہوا کہ اس نے راجہ پورس کی سلطنت اسے واپس کر دی تھی۔ اس وقت سکندر کی فوجیں جہلم پر حملہ کرنے کے لیے بڑھی چلی آ رہی تھیں۔ کئی دنوں کے سفر کے بعد سکندر اعظم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی فوجیں دریائے جہلم کے کنارے پہنچ گئیں۔ اس کے دوسرے کنارے پر راجہ پورس کا قلعہ تھا۔ یونانی فوجوں نے دریا کے کنارے پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں ۱۹۸ عیسوی کے ماڈرن زمانے میں ماریا ایک چبوترے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹھیک اسی مقام پر تین ہزار سال پہلے سکندر اعظم کا شاہی خیمہ لگا ہوا تھا۔

بوڑھا یونانی سپیرا اپنے قافلے کے ساتھ آگے گذر کر ہندوستان کے شہر پاٹلی پتر میں داخل ہو چکا تھا جہاں ان دنوں ایک سنگ دل اور ظالم راجہ حکومت کرتا تھا اس راجہ کو شاہی نجومی نے بتا دیا تھا کہ اس کے ملک میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو بڑا ہو کر اسے قتل کر دے گا۔ چنانچہ راجہ نے حکم دے رکھا تھا جس عورت کے گھر لڑکا پیدا ہو اس لڑکے کو اسی وقت قتل کر دیا جائے۔ شہر میں خوف پھیلا ہوا تھا۔

بوڑھا یونانی سپیرا اس شہر کی سرائے میں اترا اور اس نے معلوم کیا کہ وہاں ایک مندر ہے۔ جہاں اس ناگن کی پوجا ہوتی ہے جو سپیرے نے اپنی پٹاری میں بند کر رکھی تھی۔ وہ اس مندر کے پجاری سے جا کر ملا اور اسے پٹاری کھول کر ناگن کیٹی دکھائی۔ پجاری نے

ناگن کو دیکھتے ہی اپنا سر جھکا دیا اور بولا۔

"یہ دیوی چکنا ہے۔ تیرا آنا مبارک ہو۔ مندر تمہارے بغیر ویران تھا۔"

پجاری نے سپیرے کو بتایا کہ ان کے مندر کی ناگن چکنا جو ایک دیوی ہے ان سے کسی بات پر ناراض ہو کر چلی گئی تھی۔ بھگوان کی کرپا سے اب وہ واپس آ گئی ہے۔ دوسرے پجاری بھی وہاں آ گئے اور ناگن کیٹی کے آگے ہاتھ باندھ کر سجدے کرنے اور اشلوک پڑھنے لگے۔ بوڑھا سپیرا بڑا خوش تھا کہ اس کی محنت ضائع نہیں ہوئی اور ناگن کو بیچ کر وہ خوب دولت کمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پجاری نے بوڑھے یونانی سپیرے کو سونے کی ڈالیوں کا ایک توڑا دیا جو مندر پر چڑھاوے کے طور پر چڑھایا گیا تھا اور اس سے ناگن کیٹی خرید لی۔ بوڑھا سپیرا خوشی خوشی بغلیں بجاتا واپس روانہ ہو گیا۔

ناگن کیٹی کو مندر کے بڑے استھان پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے آگے دودھ اور پھل پھول رکھ دیئے گئے۔ مندروں کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ دیو داسیوں نے آ کر رقص شروع کر دیا۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ مندر کی ناگن دیوی چکنا واپس مندر میں آ گئی ہے۔ سارا شہر ناگن کیٹی کے درشن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے لیے اُمڈ آیا۔ ناگن کیٹی خاموش تھی۔ ان لوگوں سے اسے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ وہ اس لیے وہیں رہ گئی کہ ہو سکتا ہے اسی جگہ اس کی ملاقات عنبر ناگ ماریا سے ہو جائے۔ اس نے سوچا کہ کچھ روز اس مندر ہی میں دیوی بن کر رہنا چاہیے اور ان لوگوں کی پوجا اور آؤ بھگت کا لطف اٹھانا چاہیے۔

اُدھر راجہ پورس بھی اپنی فوجوں کو لے کر میدان میں نکل آیا اور ایک رات اس نے دریا پار کر کے سکندرِ اعظم کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کا رَن پڑا۔ پورس کی جہلمی فوجیں بڑی بے جگری سے یونانیوں کو ہلاک کر رہی تھیں۔ قریب تھا کہ یونانی فوجوں کے پاؤں اکھڑ جائیں کہ اچانک پورس کی فوج کے ہاتھی آگ والے تیروں سے گھبرا پیچھے کو پلٹے اور انہوں نے اپنی ہی فوج کو کچلنا شروع کر دیا۔ فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ پورس کی فوجیں اپنے ہی ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلی جانے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورس کو شکست ہو گئی۔ یونانیوں نے پورس کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ پورس کو قیدی بنا کر سکندر اعظم کے سامنے لایا گیا۔ سکندر اعظم نے وہی تاریخی سوال کیا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

راجہ پورس نے گردن اٹھا کر بڑی بہادری سے جواب دیا۔

"وہی سلوک — جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔"

پورس کا مطلب تھا کہ جب ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کا ملک فتح کر لیتا ہے تو وہ اس ہارے ہوئے بادشاہ کو قتل کر دیتا ہے۔ اس لیے مجھے بھی قتل کر دیا جائے۔ کیوں کہ میں بھی ایک بادشاہ ہوں۔ کوئی معمولی آدمی نہیں ہوں۔ سکندر اعظم خود ایک بہادر جرنیل تھا اور بہادر لوگوں کی قدر کرنا جانتا تھا۔ اس نے پورس کے اس جواب سے خوش ہو کر اسے گلے لگا لیا اور کہا:

"راجہ پورس! ہم تمہیں تمہاری سلطنت قلعہ اور محل واپس کرتے ہیں۔"

اس رات جہلم کی رعایا اگرچہ خوشی منا رہی تھی مگر راجہ پورس اپنے محل میں اداس بیٹھا تھا۔ اسے ایسی فتح نہیں چاہیے تھی جو دشمن نے اسے بخش دی ہو۔ پورس بہادری سے مر جانا چاہتا تھا لیکن یہ اس کی قسمت میں نہیں تھا۔ وہ اپنے محل میں چپ چاپ لیٹا تھا۔ اس نے ساری شمعیں بجھا دی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایسی فتح سے موت اچھی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتفاق سے سکندرِ اعظم کی فوج کا ایک جرنیل راجہ پورس کا دشمن بن گیا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ راجہ پورس کو اس کی سلطنت واپس دی جائے۔ مگر سکندر کے آگے وہ اُف نہیں کر سکتا تھا۔ اس یونانی جرنیل نے دل میں راجہ پورس کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور آدھی رات کو زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر راجہ پورس کے فوجیوں ایسا لباس پہن کر اس کے محل کی طرف بڑھا۔

جس وقت تین ہزار سال پہلے کے زمانے میں دریائے جہلم کے کنارے آباد راجہ پورس کے محل میں روشنیاں گُل ہو چکی تھیں اور یونانی جرنیل راجہ کو قتل کرنے اس کے خاص محل کی طرف بڑھ رہا تھا تو عین اسی وقت مگر تین ہزار سال آگے، یعنی سن ۱۹۸۴ء کے ماڈرن زمانے میں ماریا اسی دریائے جہلم کے کنارے چبوترے پر بیٹھی تھی کہ اچانک زبردست طوفان آ گیا۔ ان دونوں زمانوں کے درمیان تین ہزار سالوں کا فاصلہ تھا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ان کے درمیان وقت کا کوئی فاصلہ نہیں تھا۔ بلکہ وقت کا ایک باریک سا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ پردے کی اس طرف سکندرِ اعظم کی فوجیں دریائے جہلم کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں اور پردے کے اس طرف ماریا ۱۹۸۴ء کے

موٹروں، ٹرکوں، گاڑیوں اور سکوٹروں کے جہلم شہر میں دریا کے کنارے بیٹھی تھی۔

پیارے دوستو! ہو سکتا ہے یہ بات آپ کی سمجھ میں ابھی نہ آئے۔ مگر جب آپ بڑے ہو کر سائنس اور فزکس کی تھیوری پڑھیں گے تو آپ پر یہ راز کھل جائے گا کہ اصل میں وقت کا فاصلہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

بہرحال یہ بعد کی باتیں ہیں۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ ۱۹۸۴ء کے جہلم شہر میں بارش کا طوفان آ چکا تھا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ زبردست آندھی چل رہی تھی۔ دریا کی موجیں بپھر بپھر کر کناروں سے ٹکرانے لگی تھیں۔ بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی، کڑک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ ایک ماہ بعد ٹھیک اسی رات کو جس کی بشارت روح نے دی تھی طوفان آ گیا تھا۔

ماریا کو اسی طوفان کا انتظار تھا۔ وہ روح کی ہدایت کے مطابق اپنی جگہ سے اٹھی اور گرجا گھر کے دروازے کے پاس آ گئی۔ بارش اور ہوا کے تھپیڑے بند دروازے کے ساتھ ٹکرا رہے تھے۔ ماریا بند دروازے میں سے گذر کر نیچے تنگ و تاریک سیڑھیوں میں آ گئی۔ یہاں بھی طوفان کا شور سنائی دے رہا تھا۔ بادل بار بار گرج رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا تہہ خانے میں تابوت کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

تابوت کے سرہانے وقت کا گول چکر اسی طرح چل رہا تھا۔ ماریا کو نیک دل انگریز عورت کی روح کی بات یاد آ گئی کہ جب تم طوفانی رات میں تابوت کے پاس پہنچو تو اسے کھول دینا۔

ماریا نے تابوت کے ڈھکنے کو کھول دیا۔ جونہی ڈھکنا اُوپر اٹھا تو اس کے اندر ماریا کو ایک عالی شان محل نظر آیا۔ جس کے باغ کے اندھیرے میں ایک آدمی چوروں کی طرح چھپ چھپ کر محل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تابوت کے اندر لاش کی جگہ آج سے تین ہزار سال پہلے کا منظر لگا ہوا تھا۔ تابوت کے اندر بھی ایک دریائے جہلم بہہ رہا تھا۔ اور اس کے کنارے سکندر اعظم کی فوجوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ راجہ پورس کا محل تھا۔

ماریا کے کانوں میں کسی کی آواز آئی:

"ماریا بیٹی! تمہاری دعا پوری ہو گئی اس تابوت کے اندر چلی جاؤ"

ماریا نے تابوت میں چھلانگ لگا دی۔ وہ راجہ پورس کے محل کے باغ میں آ کر ایک درخت کے اُوپر آن گری۔ اس لئے اُوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ شاید اس کے

سر کے اوپر تابوت ہو۔ مگر وہاں اب کوئی تابوت اور قبرستان یا گرجا نہیں تھا۔ ماریا ۱۹۸۴ء کے ماڈرن زمانے سے نکل کر تین ہزار سال پیچھے کے عہد میں جا چکی تھی۔

وہ اس وقت تین ہزار سال پرانے جہلم شہر میں راجہ پورس کے محل کے باغ میں تھی اور آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ یہاں کوئی بارش اور آندھی کا طوفان نہیں تھا۔ ۱۹۸۴ء کے دریائے جہلم کے نئے پل کی بجلی کی روشنیاں بھی نہیں تھیں۔ ان کی جگہ دریا کے پار سکندر کی فوجوں کے روشن کیے ہوئے الاؤ کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔

ماریا کے ذہن میں مقدس روح نے یہ خیال ڈال دیا تھا کہ وہ راجہ پورس کے زمانے کے جہلم شہر میں داخل ہو چکی تھی۔ تین ہزار سال پیچھے آ چکی ہے اور یہی اس کی خواہش تھی جو پوری ہو گئی تھی اور اب اس بات کا امکان تھا کہ اس کی ملاقات عنبر ناگ اور کیٹی سے ہو جائے۔

ماریا درخت کے اوپر سے اُتر کر نیچے محل کے باغ کے اندھیرے میں آ گئی۔ اب اسے اس آدمی کا خیال آیا جو دبے پاؤں محل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ضرور وہ کسی بُرے ارادے سے محل میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاید وہ کسی کو قتل کرنے وہاں آیا تھا۔ یہ سوچ کر ماریا نے اس آدمی کی تلاش شروع کی۔ وہ تیزی سے اڑ کر محل کے چاروں طرف گھوم گئی۔ ایک جگہ اسے وہ قاتل دکھائی دیا۔ یہ وہی یونانی جرنیل تھا جو راجہ پورس کا دشمن تھا۔ جسے اس بات کا بڑا دکھ تھا کہ سکندرِ اعظم نے راجہ پورس کی نہ صرف جان بخشی کر دی تھی بلکہ اسے اس کا محل اور قلعہ بھی واپس کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کی نیّت سے وہاں آیا تھا۔

یہ قاتل آدمی خنجر بغل میں چھپائے شاہی محل کی دیوار سے لپٹی ہوئی ایک بیل کو پکڑ کر اوپر چڑھ رہا تھا۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ آدمی کس کو قتل کرنے جا رہا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یونانی قاتل محل کی چھت پر آ گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ محل میں پہلے بھی آ چکا ہے اور اس کے سارے خفیہ راستے جانتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سکندر کی فوجیں ایک بار محل پر قبضہ کر چکی تھیں اور اس جرنیل نے قبضے کے دوران اس محل کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا۔

وہ چھت کی طرف ایک خفیہ سیڑھی سے نیچے اُتر کر محل میں آ گیا۔ یہاں ہر طرف اندھیرا تھا۔ کسی جگہ کوئی پہرہ

نہیں تھا۔ کیوں کہ پورس کو شکست ہو چکی تھی اور اس نے پہرہ ہٹا دیا تھا۔ اسی خیال سے کہ اب اس کا کوئی دشمن نہیں تھا۔ دشمن نے تو اس کے ساتھ صلح کر لی تھی۔

یونانی قاتل ایک روشن دان پر چڑھ گیا اور پھر بھاری بھر کمخواب کے ریشمی پردے کی مدد سے راجہ پورس کی خواب گاہ میں اتر آیا۔ راجہ پورس کے پلنگ کے پاس شمع بجھی ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں بند کیے اپنے خیالوں میں گم بستر پر لیٹا تھا۔ اسے قاتل کی خبر نہ ہو سکی۔ قاتل اس کے پلنگ کے پیچھے نکل آیا اور ایک دم خنجر نکال کر چاہا کہ راجہ پورس کے سینے میں گھونپ دے کہ کسی نے اس کے ہاتھ کو جو اوپر اٹھا ہوا تھا وہیں ہوا میں پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ خنجر قاتل کے ہاتھ سے قالین پر گر پڑا۔ اس کی آواز پر راجہ پورس نے آنکھیں کھول دیں اور بستر پر اُٹھ بیٹھا۔ دیکھا کہ ایک ہندوستانی سپاہی کی وردی میں فوجی اس کے سرہانے اس طرح کھڑا ہے کہ اس کا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ سے خنجر نیچے گر پڑا ہے۔

راجہ پورس نے اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھینچا۔ ماریا نے یونانی قاتل کا جو ہاتھ پکڑ رکھا تھا وہ چھوڑ دیا۔ راجہ پورس نے جب غور سے دیکھا تو وہ سپاہی ہندوستانی نہیں بلکہ یونانی تھا۔ راجہ نے اس کا گریبان چھوڑ دیا اور فرش پر خنجر اٹھا کر پوچھا:

"تم مجھے کس لیے قتل کرنا چاہتے تھے"؟

یونانی جرنیل نے کہا: "اس لیے کہ میں ہندوستانی راجاؤں سے نفرت کرتا ہوں۔"

راجہ پورس کہنے لگا: "نفرت کسی کو قتل کرنے کی کوئی اچھی وجہ نہیں ہے اگر تم بہادروں کی طرح مجھ سے مقابلہ کر کے مجھے قتل کر سکو تو زیادہ بہتر ہے۔"

یونانی جرنیل کہنے لگا: "تو پھر ایک تلوار مجھے دو۔ ایک تلوار تم لے لو اور میدان میں آ جاؤ۔"

پورس بولا: "میں ایک بہادر راجہ ہوں۔ میرے ساتھ محل کی چھت پر آ جاؤ۔ تاکہ ہمیں مقابلہ کرتا دیکھ کر کوئی دوسرا سپاہی بیچ میں نہ آ سکے۔"

ماریا حیران تھی کہ راجہ پورس کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنی بہادری بھی اچھی نہیں ہوتی۔ راجہ پورس نے پلنگ کے نیچے سے دو تلواریں نکالیں۔ ایک خود لی اور دوسری یونانی

جرنیل کو دی اور وہ دونوں محل کی چھت پر آ گئے۔ ماریا تلوار بازی کا یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

دونوں میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ یونانی جرنیل بڑھ بڑھ کر تلوار کے وار کر رہا تھا۔ راجہ پورس بڑی ہوشیاری کے ساتھ اس کے وار اپنی تلوار پر روک رہا تھا۔ اب راجہ پورس نے وار کرنے شروع کیے۔ ماریا نے محسوس کیا کہ راجہ پورس تلوار کا بڑا دھنی ہے مگر وہ جان بوجھ کر جرنیل کو ہلاک نہیں کر رہا۔ یونانی جرنیل کئی بار راجہ پورس کی تلوار کی زد میں آیا۔ راجہ پورس اگر چاہتا تو اس کی گردن اڑا سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ آخر جب لڑتے لڑتے یونانی جرنیل تھک گیا تو گر پڑا اور راجہ پورس نے اس کی گردن پر تلوار کی نوک رکھ کر کہا:

"میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ کیوں کہ میں تم سے نفرت نہیں کرتا۔ نفرت کرنا اچھی بات نہیں ہے۔"

راجہ پورس نے تلوار پھینک دی اور یونانی جرنیل کو اٹھا کر گلے لگا لیا۔ یونانی جرنیل شرم سے پانی پانی ہو گیا اور راجہ کے آگے ہاتھ باندھ کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مہاراجہ پورس! تم واقعی ایک عظیم انسان اور عظیم راجہ ہو۔ تم ایک بہادر راجہ ہو۔ میں آج تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ سکندر اعظم سوائے تمہارے کسی سے خوف نہیں کھاتا۔ وہ تمہاری بہادری کی قدر کرتا ہے اور تمہاری جہلمی فوجوں نے جس بے جگری اور بہادری سے یونانی فوجوں سے جنگ کی ہے اس سے یونانی فوجوں کے قدم اکھڑ گئے ہیں"

راجہ پورس نے مُسکرا کر کہا،

"مگر وہ تو فتح حاصل کر چکی ہیں۔"

یونانی جرنیل نے کہا "ہاں — لیکن یہ فتح شکست سے بدتر ثابت ہوئی ہے۔ کیوں کہ یونانی فوجی ڈر گئے ہیں اور سکندر اعظم کے ساتھ آگے جانے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ یہیں سے واپس یونان چلے جانا چاہتے ہیں۔"

ماریا دونوں کی باتیں بڑی دلچسپی سے سن رہی تھی۔ راجہ پورس یونانی جرنیل کو اپنے کمرے میں لے آیا۔ اس نے اسے شربت پلایا اور کہا:

"تمہارا راز میرے دل میں ہی رہے گا۔ سکندر کو

کبھی پتہ نہ چل سکے گا کہ تم مجھے قتل کرنے آئے تھے۔"

یونانی جرنیل نے کہا: "راجہ! کیا تم ایک بات مجھے بتاؤ گے؟"

"ضرور پوچھو۔ اگر بتا سکا تو دریغ نہیں کروں گا۔" راجہ پورس نے جواب دیا۔

یونانی جرنیل کہنے لگا: "کیا کوئی دیوتا تمہاری حفاظت کرتا ہے۔"

راجہ بولا: "یہ تم نے کیسے اندازہ لگایا؟"

یونانی جرنیل نے کہا: "جب میں نے تمہیں قتل کرنے کے لیے اپنا خنجر بلند کیا تھا تو اوپر سے کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور خنجر نیچے پھینک دیا تھا۔ مجھے اس ہاتھ کی گرفت اس وقت بھی اپنی کلائی پر محسوس ہو رہی ہے۔ ضرور یہ تمہارا محافظ کوئی دیوتا تھا۔"

پورس کہنے لگا: "میں دیوی دیوتاؤں پر یقین رکھتا ہوں۔ ان کی پوجا بھی کرتا ہوں، لیکن کوئی دیوی یا دیوتا میری حفاظت کرتا ہے؟ اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا یہ سن رہی تھی اور دل میں مسکرا رہی تھی اور راجہ پورس کی سچائی کی بھی داد دے رہی تھی کہ وہ چاہتا تو جھوٹ بول کر یونانی جرنیل پر اپنا رعب جما سکتا تھا مگر اس نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ خیالات رکھنے والے لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے کیوں کہ جھوٹ بولنا بزدلوں کا کام ہے اور بہادر لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یونانی جرنیل کہہ رہا تھا۔

"مہاراجہ! تمہیں معلوم ہو چاہے نہ ہو۔ لیکن میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ دیوتا تمہاری حفاظت کر رہے ہیں۔ میں نے خود ایک دیوتا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے خنجر جھٹکتے ہوئے محسوس کیا ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دو۔ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔"

راجہ پورس نے ایک آبنوس کی صندوقچی میں سے ہیرے موتیوں کا ہار نکال کر یونانی جرنیل کو دیا اور کہا:

"یہ ہماری آج کی ملاقات اور دوستی کی یادگار میں تحفے کے طور پر قبول کرو۔"

یونانی جرنیل نے اتنا قیمتی ہار پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے شکریے کے ساتھ اسے قبول کیا اور پورس کی

خواب گاہ سے اس کے ساتھ ہی نکل کر باہر آ گیا۔ راجہ پورس اسے چھوڑنے محل کے دروازے تک گیا۔ جب یونانی جرنیل محل سے نکل کر اندھیرے میں گم ہو گیا تو پورس اپنے محل کے اندر بنے ہوئے شاہی مندر کی طرف آ گیا۔ یہاں مندر کا مہنت اگنی دیوی کے گرد آگ جلا کر آدھی رات کی پوجا کر رہا تھا۔

راجہ پورس کو دیکھ کر وہ ادب سے اٹھ کھڑا ہوا۔

راجہ پورس اسے ایک طرف سے گیا اور کہنے لگا:

"رشی چندر! کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی دیوی یا دیوتا ہماری جان کی حفاظت کر رہا ہو؟"

مہنت کو قدرت نے خوشامد کرنے کا یہ سنہری موقع دیا تھا۔ اس لئے یہ کہہ کر زمین آسمان ایک کر دیا کہ اے عظیم راجہ تم ایک آسمانی اوتار ہو۔ بھگوان نے خود تمہیں راجہ بنایا ہے اور آکاش کے سارے دیوتا تمہاری جان کی حفاظت کرتے ہیں۔ راجہ پورس جانتا تھا کہ مہنت رشی چندر اس کی خوشامد کر رہا ہے۔ اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے واپس اپنے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ماریا کا اب وہاں کوئی خاص کام نہیں تھا۔ اس نے دل میں یہی فیصلہ کیا کہ اگر سکندر اعظم کی فوج واپس یونان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہی ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی یونان چلی جائے گی اور وہاں ممکن ہے کہ عنبر ناگ کیبٹ سے اس کی ملاقات ہو سکے۔ کیوں کہ ہندوستان کی بجائے یونان شام اور عراق کے ملکوں میں عنبر ناگ کیبٹ کے ملنے کے زیادہ امکانات تھے۔ ماریا یہ پتہ کرنے کے لیے کہ یونانی فوجیں کب اور کس وقت ہندوستان سے روانہ ہو رہی ہیں یونانی فوجوں کے خیموں کی طرف چل پڑی۔ دریا کے پار یونانی فوجوں کے بے شمار خیمے لگے تھے جو اب لپیٹے جا رہے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ یونانی فوجیں واپس کوچ کرنے والی ہیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگن! مجھے کاٹو!

ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا۔

سکندر اعظم کی فوجیں خیموں میں سو رہی تھیں۔ کچھ خیمے اکھاڑ کر ایک جگہ جمع کیے جا چکے تھے۔ ماریا ان میں گھومتی پھرتی رہی۔ اس نے سوچا کہ رات اسے خیموں سے دور کسی جگہ گذارنی چاہیے اور پھر صبح جب فوج کوچ کرے تو اس کے ساتھ یونان کی طرف روانہ ہو جائے۔ کیوں کہ ماریا کو ہندوستان سے یونان تک خشکی کے راستے کا پتہ نہیں تھا۔

وہ خیموں کی بستی سے نکل کر دریا کے ساتھ ساتھ ایک جگہ درختوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئی اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک اسے ایک عورت کے سسکیاں بھر بھر کر رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی۔ ماریا نے چونک کر دیکھا تو اندھیرے میں اسے تین آدمی جنہوں نے کسی دوسرے شہر کے سپاہیوں کی وردی پہنی ہوئی تھی ایک عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو گھسیٹ کر لاتے نظر آئے۔ وہ ان کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ ایک پریشان حال عورت زار و قطار رو رہی ہے اور سپاہیوں کو ہاتھ جوڑ کر کہہ رہی ہے۔

"میرے بیٹے پر رحم کرو۔ اسے قتل نہ کرو، مجھے قتل کر دو۔ میرے بیٹے کو قتل نہ کرو۔"

ایک سپاہی نے غصے میں کہا، "راجہ کا حکم ہے کہ تمہارے بیٹے کے ساتھ تمہیں بھی قتل کیا جائے۔ ہمارے جاسوس نے ہمیں خبر دی تھی کہ تم پاٹلی پُتر سے بھاگ کر یونانی فوجوں کے کیمپ میں آ گئی ہو۔ ہم نے تمہیں ڈھونڈ لیا ہے۔ راجہ کا حکم ہے کہ تمہارے بیٹے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جائے اور پھر تمہیں بھی مار ڈالا جائے۔"

دوسرا سپاہی بولا: "تم اپنی طرف سے اپنے بیٹے کو ایک تہہ خانے میں چھپا کر بھاگ گئی تھیں مگر ہم نے اسے بھی ڈھونڈ نکالا ہے۔ چلو۔ ہمارے ساتھ چلو۔"

عورت نے روتے ہوئے کہا، "میرے بچے پر رحم کرو۔ اس کی عمر ابھی ایک ماہ بھی نہیں ہوئی وہ میری زندگی کا سہارا ہے۔"

پہلا سپاہی گرج کر بولا: "تمہیں معلوم نہیں کہ راجہ نے حکم دے رکھا ہے کہ ملک میں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ پھر تم نے اپنے بیٹے کو مکان کے خفیہ تہہ خانے میں چھپا کر خود فرار ہونے کی جرأت کیسے کی؟ ہم نے اس دائی کو بھی پکڑ لیا ہے جو تمہارے بچے کو دُودھ پلاتی تھی اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔"

انہوں نے غریب مصیبت زدہ عورت کو پکڑ کر گھوڑے پر بٹھا دیا اور گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور دریا کے کنارے کنارے آگے روانہ ہو گئے۔ ماریا کا دل اس بے گناہ عورت کی مدد کرنے کے لیے تڑپ اٹھا۔ وہ کیسا ظالم راجہ تھا جو ماؤں کے سینے سے بچے نوچ نوچ کر قتل کر رہا تھا۔ ماریا نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ وہ یونانی فوجوں کے ساتھ یونان نہیں جائے گی بلکہ اس ماں اور اس کے بچے کو ظالم راجہ کے ظلم سے بچائے گی۔

اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ گرجا گھر کی مقدس بشارت پوری ہو رہی ہے اور وہ ہندوستان کے اسی قدیم شہر پاٹلی پُتر کی طرف جا رہی ہے جس کے ایک مندر میں ناگن کیٹی موجود تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا ہوا میں اچھلی اور گھوڑ سوار سپاہیوں کے ساتھ ساتھ اڑنے لگی۔ راتوں رات فاصلے طے کر کے دوسرے دن دوپہر کے وقت سپاہی پاٹلی پتر کے شہر میں پہنچ گئے عورت کو قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ راجہ نے سپاہیوں کو انعام و اکرام دیا کہ انہوں نے فرار ہونے والی ماں کو پکڑ لیا تھا۔ راجہ نے اعلان کر دیا کہ تیسرے پہر شاہی محل کے سامنے اس ماں، اس کے بیٹے اور بچے کو دودھ پلانے اور چھپا کر تہہ خانے میں رکھنے والی دائی کو قتل کر دیا جائے گا۔ رعایا راجہ کے اس ظلم کو سخت ناپسند کرتی تھی۔ لوگ یہ قتل دیکھنے نہیں آ رہے تھے مگر راجہ کے سپاہی انہیں زبردستی پکڑ پکڑ کر لے آئے اور شاہی محل کے سامنے کھڑا کر دیا اور حکم دیا کہ وہ وہیں کھڑے رہیں۔

لوگ بجھے ہوئے دلوں کے ساتھ وہاں کھڑے تھے ماریا بھی اسی جگہ موجود تھی۔ محل کے آگے ایک چبوترے پر جلاد ننگی تلوار لیے آن موجود ہوا۔

راجہ بھی محل کے جھروکے میں سونے کی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ بچے کو لایا جائے۔ دو سپاہی ایک ننھے سے بچے کو طشت میں رکھے وہاں لے

آئے۔ اسے دیکھ کر ماں کی چیخیں نکل گئیں۔ وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کی طرف لپکی تو سپاہیوں نے اسے ٹھوکریں مار مار کر پیچھے کر دیا اور رسی سے باندھ دیا۔

بچہ رو رہا تھا۔ اس کی عمر ایک ماہ سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کی دائی کو بھی لایا گیا۔

راجہ نے حکم دیا:

"بچے کی گردن اڑا دی جائے"

بے چاری ماں چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ ماریا تیزی سے چبوترے پر آ گئی۔ ایک سپاہی نے بچے کو جلاد کے آگے لکڑی کے مڈھ پر لٹا دیا تھا۔ بچہ روتے ہوئے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔ جلاد نے ننگی تلوار اوپر اٹھا لی۔ وہ بچے کے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دینا چاہتا تھا۔ جونہی اس نے تلوار والا ہاتھ نیچے کیا ماریا نے اس کے ہاتھ کو اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر چھناکے کے ساتھ دور جا گری اور جلاد کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا بازو لٹکنے لگ گیا۔

لوگوں نے خوشی سے نعرے بلند کیے۔ راجہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ جلاد چبوترے پر گرا درد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کراہ رہا تھا۔ راجہ اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز میں بولا،
"اس کو کیا ہو گیا ہے۔ دوسرے جلاد کو لاؤ
بچہ ابھی تک زندہ کیوں ہے۔؟ اسے فوراً
قتل کرو۔"

راجہ کے حکم سے اسی وقت دوسرا جلاد آ گیا۔ اس
کے ہاتھ میں تیز دھار والا کلہاڑا تھا۔ وہ اچھل کر چبوترے
پر چڑھا اور اس سے پہلے کہ کلہاڑا اٹھا کر بچے پر وار
کرتا ماریا نے اس کے ہاتھ سے کلہاڑا چھین لیا۔ کلہاڑے
کو غائب ہوتا دیکھ کر لوگ ایک بار پھر خوشی سے
نعرے لگانے لگے۔ ماریا نے زور سے دوسرے جلاد
کی کمر پر لات ماری۔ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ منہ
کے بل چبوترے سے لڑھک کر مردہ ہو کر نیچے گر پڑا۔
ماریا نے جلدی سے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔

بچے کو غائب ہوتا دیکھ کر سب سپاہی اور لوگ دم
بخود ہو گئے۔ لوگوں نے بلند آواز سے اگنی دیوی کی
جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ راجہ پریشان تھا
کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اگنی دیوی اس کے ساتھ یہ سلوک
نہیں کر سکتی۔ وہ ہر روز اگنی دیوی پر سونے کے چڑھاوے
چڑھاتا ہے۔ اگنی دیوی کے پجاری نے اس سے وعدہ

کر رکھا ہے کہ دیوی راجہ کی جان کی حفاظت کرے گی۔
پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگنی دیوی اسے سب کے
سامنے ذلیل کرے۔

اتنی دیر میں ماریا اُڑ کر راجہ کی کھڑکی میں پہنچ چکی
تھی۔ اس نے راجہ کی گردن پر کلہاڑے کا پھل رکھ
دیا اور غرا کر کہا:

"میں یم دُوت ہوں۔ فوراً حکم دو کہ بچے کی ماں،
دائی اور بچے کو رہا کر دیا جائے نہیں تو یہ
کلہاڑا تمہاری گردن کے دو ٹکڑے کر دے گا۔"

راجہ خوف سے کانپنے لگا۔ اسے اپنی جان پیاری
تھی۔ اپنی جان بچانے کے لیے ہی تو وہ لوگوں کے
بچوں کو ہلاک کر رہا تھا۔ اس نے ہاتھ اُٹھا کر حکم دیا کہ
بچے کی ماں، بچے اور دائی کو چھوڑ دیا جائے۔

ماریا نے کہا: "یہ بھی حکم دو کہ ان تینوں کو سرحد
پار پہنچا دیا جائے۔"

راجہ نے یہ حکم بھی کر دیا۔

ماریا نے کہا: "یہ اعلان بھی کرو کہ آئندہ سے کسی
بچے کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔"

راجہ کی گردن پر کلہاڑے کا پھل تھا جو اسے دکھائی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دے رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سچ مچ کوئی زبردست طاقت والا دیوتا ہے یا کوئی بہت بڑا جادوگر ہے جو اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے حکم دے دیا کہ آئندہ سے کسی بچے کو ہلاک نہ کیا جائے۔ لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ماریا وہاں سے اڑ کر نیچے آئی۔ اس نے بچے کو ماں کی گود میں ڈال دیا جس کو اب ہوش آ چکا تھا۔ بچے کی ماں اور دائی کو رہا کر دیا گیا اور انہیں گھوڑے دے دیئے گئے کہ وہ اپنی مرضی سے اگر چاہیں تو ملک چھوڑ کر جا سکتی ہیں۔ ماں نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ دائی کو ساتھ لیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئی اور اس ملک سے ہمیشہ کے لیے چلے جانے کے لیے شہر کے دروازے سے باہر نکل گئی۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ عین وقت پر آسمانی دیوتاؤں نے اسے اور اس کے بچے کی جان بچا لی ہے۔

ماریا محل میں آ گئی۔ وہ راجہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنا چاہتی تھی کہ کہیں چوری چھپے وہ پھر بچوں کو قتل کرنے کا حکم صادر نہ کر دے۔ راجہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اپنے خاص کمرے میں آ گیا اور وزیر سے چلّا کر بولا،
"فوراً شاہی نجومی کو حاضر کیا جائے۔"

اس وقت محل کا سیاہ رنگ کا دبلا پتلا شیطان صورت نجومی آ گیا۔ راجہ نے کہا:
"جو کچھ ہوا تم نے بھی دیکھا؟"
نجومی نے ہاتھ باندھ کر کہا:
"مہاراجہ! میں نے آپ کو حکم دیتے ہوئے ہی سنا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے ایسا حکم کیوں دیا۔ کیوں کہ آپ کا زائچہ بتا رہا ہے کہ اس شہر میں ہی ایک بچہ پیدا ہو گا جو بڑا ہو کر آپ کے لیے منحوس ثابت ہو گا۔"
راجہ نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے کہا:
"میں کیا کرتا۔ کوئی غیبی شخص جس کی آواز عورت سے ملتی جلتی تھی کلہاڑا میری گردن پر رکھ کر مجھ سے حکم دلوا رہا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو یم وقت کہا تھا۔ تم اپنے علم اور جادو سے حساب لگا کر بتاؤ کہ وہ کون تھا۔ وہ اگنی دیوی نہیں تھی۔ اگنی دیوی تو میری جان کی حفاظت کرتی ہے۔"
مکار نجومی بولا: "مہاراج! آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی زائچہ بنا کر بتاتا ہوں کہ وہ غیبی جادوگر کون تھا؟"
نجومی نے سلیٹ پر لکیریں بنائیں اور حساب کرنے لگا۔ کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر حساب کرنے کے بعد اس نے راجہ کے کان میں کچھ کہا جو ماریا نہ سن سکی۔ مگر ہم آپ کو بتا دیتے ہیں کہ نجومی نے راجہ کو کیا کہا تھا۔ اس نے راجہ کے کان میں کہا:

"مہاراج! وہ ایک غیبی عورت ہے جو اس وقت بھی یہاں موجود ہے۔ آپ خاموش رہیں۔"

یہ سن کر راجہ کا چہرہ بدل گیا۔ وہ کچھ خوف زدہ سا ہو گیا اور ادھر اُدھر تکنے لگا۔ ماریا کو شبہ ہوا کہ کہیں نجومی کو اس کی موجودگی کا علم تو نہیں ہو گیا۔ وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے نکلتے ہی نجومی بولا:

"مہاراج! وہ غیبی عورت چلی گئی ہے۔ سنیے۔ میرا حساب بتاتا ہے کہ یہ عورت کوئی جادوگر یا یم دُوت نہیں ہے۔ وہ ایک انسان ہے۔ ایک عورت ہے اور کسی خاص اثر سے غائب کر دی گئی ہے اور اور کسی کو نظر نہیں آتی۔"

راجہ بولا: "وہ ہمارے لیے سخت خطرناک ہو گئی ہے۔ کیا تم کسی طرح اسے اپنے قابو میں نہیں کر سکتے؟"

نجومی بولا: "کر سکتا ہوں مہاراج! میرے پاس تنائیں کا علم بھی ہے اور کالے جادو کا علم بھی ہے۔

میں آج رات چلّہ کاٹوں گا۔"

راجہ کہنے لگا: "تم اس غیبی عورت کو کیسے تلاش کرو گے؟"

نجومی نے کہا: "جب میں چلّہ کاٹ لوں گا تو وہ خود بخود مجھے نظر آ جائے گی۔ آپ گھبرائیں مت کل صبح آپ خود تماشہ دیکھ لیں گے۔"

نجومی رخصت ہو گیا اور اس نے چلّہ کاٹنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

ماریا سے بھی غلطی ہو سکتی تھی۔ اس سے یہ غلطی ہو گئی تھی کہ وہ اس وقت راجہ کے محل سے باہر نکل آئی تھی جب اس کے خلاف وہاں سازش تیار کی جا رہی تھی۔ اسے اگرچہ شبہ ہو گیا تھا کہ نجومی نے اسے دیکھ لیا ہے مگر اسے چھپ کر وہیں رہنا چاہیے تھا۔ اب وہ محل کے اندر ہی تھی مگر راجہ کے محل کے باغ میں ٹہل رہی تھی۔ وہ ساری رات راجہ کے محل کے باغ میں ندی کے کنارے پھولوں بھرے درختوں کے پاس بیٹھی عنبر ناگ اور کیٹی کے بارے میں سوچتی رہی۔ اگرچہ کیٹی ناگن کی شکل میں اسی شہر کے ایک مندر میں موجود تھی مگر یہ مندر راجہ کے محل سے کافی دُور تھا اور پھر کیٹی کے ارد گرد آگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جل رہی تھی جس کی وجہ سے اس کی بُو ماریا تک نہیں پہنچی تھی۔

رات کو نجومی نے محل کی چھت پر خفیہ طریقے سے چلّہ شروع کر دیا۔ وہ ساری رات اشلوک پڑھتا اور منتروں کا جاپ کرتا رہا۔ صبح اس نے سامنے رکھے ہوئے کالے دھاگے کے گولے پر سات بار پھونک ماری اور اسے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور سیدھا راجہ کے کمرے میں پہنچا۔ اس نے راجہ کو خوش خبری سنائی کہ چلّہ کامیاب رہا۔

"کیا تم اب میری دشمن اس غیبی عورت کو اپنے قبضے میں کر سکتے ہو؟"

نجومی نے کہا: "مہاراج! میں آپ کی آنکھوں کے سامنے اسے اپنے قبضے میں کروں گا۔ اب وہ میری غلام بن کر میری قید میں رہے گی۔ اور اس کی ساری طاقت میرے قبضے میں ہو گی۔"

راجہ کہنے لگا: "تو پھر اسے تلاش کر کے اپنا عمل شروع کرو۔ میں تمہیں انعام میں ایک گاؤں دوں گا۔"

نجومی نے چہرہ شمال، جنوب مشرق اور مغرب کی طرف کر کے زور زور سے ایک ایک پھونک ماری۔ پھر ناک

سکیڑ کر فضا میں کچھ سونگھنے کی کوشش کی۔ ایک جانب ناک سکیڑ کر بولا:

"اس غیبی عورت کے جسم سے نکلنے والی بُو مجھے اس طرف سے آ رہی ہے۔ وہ ضرور محل کے باغ میں ہے۔ آپ میرے پیچھے پیچھے آئیں اور درختوں کی اوٹ میں چھپے رہیں۔ پھر میرے جادو اور منتروں کا کرشمہ دیکھیں۔"

نجومی راجہ کو ساتھ لے کر محل سے نکلا اور ماریا کی بُو لیتا باغ میں آ گیا۔ ماریا نہر کے کنارے پھولوں بھرے کنج میں ٹہل رہی تھی۔ نجومی چونکہ چلّہ کاٹ چکا تھا اور اس کی آنکھوں میں خاصی طاقت آ گئی ہوئی تھی اس لیے اسے دُور ہی سے ماریا نظر آ گئی۔ وہ پہلے تو اس کی خوبصورتی اور سنہری بال دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اتنی خوبصورت لڑکی کو کس نے غائب کر رکھا ہے۔

ماریا نے ابھی نجومی کو نہیں دیکھا تھا۔

نجومی نے راجہ سے کہا:

"مہاراج! میرا شکار وہ سامنے جھاڑیوں کے پاس ٹہل رہا ہے۔ آپ فوراً اس درخت کے پیچھے چھپ جائیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجہ درخت کے پیچھے ہو گیا۔ نجومی بھی ایک درخت کی اوٹ میں آ گیا اور اس نے اپنی جیب سے کالے دھاگے کا چھوٹا گولہ نکال کر اس کے دھاگے کا سرا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور منہ ہی منہ میں منتر پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور دھاگے کے گولے کو ہوا میں اچھال دیا۔

ماریا نے دیکھا کہ ایک گیند سا اس کے سر کے اوپر درختوں میں سے آن کر اس کے سامنے گرا ہے اور اس میں سے دھاگے کا سرا سانپ کی طرح رینگتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ماریا تیزی سے فضا میں اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ کالے دھاگے کا سرا بھی تیزی سے زمین پر سے اچھل کر اس کے قریب آ گیا اور اس سے پہلے کہ ماریا وہاں سے غوطہ لگا کر بھاگ جاتی دھاگے کا سرا اس کے غیبی جسم کے ساتھ چمٹ گیا اور بڑی تیزی سے اس کے جسم کے گرد لپٹنے لگا۔ ماریا نے گھبرا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے دھاگے کو الگ کرنے اور توڑنے کی کوشش کی مگر دھاگہ تو جیسے لوہے کی تار سے بھی زیادہ مضبوط تھا اور ماریا نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھوں کی طاقت بھی کم ہونے لگی تھی۔ وہ زور سے اچھلی مگر اوپر جانے کی بجائے وہ نیچے آ گئی۔ اس نے گھاس پر ایک

طرف بھاگنا چاہا لیکن دھاگہ اس کے آدھے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا اور اس کے جسم کی طاقت جواب دے رہی تھی۔

اس عرصے میں نجومی نے راجہ سے کہا:

"مہاراج! اب چل کر اس عورت کو دیکھیں جس نے آپ کی گردن پر کلہاڑا رکھ کر آپ کو جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی اور وہ حکم دلوائے تھے، جو آپ نہیں دینا چاہتے تھے۔"

راجہ کو لے کر نجومی باغ میں اس جگہ آ گیا جہاں ماریا سخت پریشانی اور بے بسی کے عالم میں اپنے آپ کو کالے دھاگے سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی طاقت آہستہ آہستہ جواب دے رہی تھی اور اس کی شکل اور سارا جسم نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ کالے دھاگے نے اس کے جسم کے اوپر والے حصے کو جکڑ دیا تھا۔ صرف اس کی ٹانگیں چھوڑ دی تھیں۔

راجہ نے قریب جا کر ماریا کو دیکھا اور کہا:

"تم آکاش کی کوئی دیوی لگتی ہو۔ تم کس قدر خوبصورت ہو مگر تم نے ہمیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ تم نے ہمیں ہماری رعایا کے آگے ذلیل کیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم تم سے اس ذلت کا پورا پورا بدلہ لیں گے۔"

ماریا نے بولنا چاہا مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکلی۔ نجومی نے کہا:

"اے غیبی لڑکی اب تو میرے قبضے میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تجھ پر کسی نے جادو کر کے تجھے غائب کر رکھا تھا۔ مگر میرا جادو اس جادو سے زیادہ طاقتور ہے۔ اب تم میری غلام ہو اور جو میں کہوں گا وہی کرو گی۔"

ماریا نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں بالکل جان نہیں رہی۔ اس کی آواز بھی نہیں تھی۔ اس کے ہاتھوں میں اتنی طاقت بھی نہیں رہی تھی کہ وہ کالے دھاگے کو اپنے جسم سے کاٹ کر الگ کر سکتی۔ وہ اس نجومی کی غلام بن چکی تھی۔

راجہ نے کہا: "اسے تہہ خانے میں قید کر کے ڈال دو اور شہر میں منادی کرا دی جائے کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہو گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

ماریا کو محل کے تہہ خانے میں ڈال دیا گیا۔ شہر میں جب راجہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہو گا راجہ کے سپاہی اسے فوراً قتل کر ڈالیں گے تو

ہر طرف ایک کہرام سا مچ گیا۔ لوگوں میں ایک دہشت پھیل گئی۔

راجہ اب بے فکر ہو گیا تھا جو عورت اس کی سب سے بڑی دشمن تھی اس کو اس نے اپنے شاہی نجومی کی مدد سے اپنے قبضے میں کر کے قید میں ڈال دیا تھا۔ راجہ نے شاہی نجومی کو انعام کے طور پر دو گاؤں بخش دیئے۔ نجومی بڑا خوش تھا۔ وہ بڑا مغرور ہو گیا۔ راجہ کوئی کام اس کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ یہ نجومی بھی راجہ کے ساتھ مل کر لوگوں پر ظلم کرنے لگا۔ جس کو جی چاہتا مروا دیتا۔ جس کو دل چاہتا قید میں ڈلوا دیتا۔ شہر میں جس عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اس کو اسی وقت قتل کروا دیا جاتا۔ نجومی اتنا مغرور اور خود سر ہو گیا تھا کہ ایک روز اس نے راجہ کے وزیر کی بھی بے عزتی کر دی اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے پھر کبھی اونچی آواز میں بات کی تو اسے بھی قتل کروا دیا جائے گا۔

وزیر نے تنگ آ کر دربار کے ایک بوڑھے درباری سے بات کی۔ وزیر کو اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ نجومی نے ایک ایسی غیبی جادوگرنی کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو راجہ کو قتل عام سے روکتی تھی اور جس نے بادشاہ کو بھی ہلاک کرنے کی دھمکی دی تھی۔

وزیر نے تجربہ کار درباری سے کہا:

"کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ اس غیبی لڑکی کو پھر سے اس کی طاقت واپس مل جائے؟ صرف اسی طریقے سے اس خود سر مغرور نجومی کی کھوپڑی درست ہو سکتی ہے اور راجہ کو بھی بچوں کے قتل عام سے روکا جا سکتا ہے۔"

تجربہ کار درباری نے وزیر کو مشورہ دیا۔

"اے وزیر! میری عقل یہاں کام نہیں کرتی۔ ہاں۔ اتنا جانتا ہوں کہ اس شہر سے باہر پہاڑی غار میں ایک سادھو رہتا ہے۔ اگر تم اس کے پاس فریاد لے کر جاؤ تو وہ تمہاری مدد کر سکتا ہے۔"

وزیر سادھو کے پاس گیا تو اس نے کہا:

"شہر کا جو بڑا مندر ہے اس مندر کے پجاری کے پاس جاؤ وہ تمہیں ظالم راجہ اور نجومی سے چھٹکارا پانے کی تدبیر بتائے گا۔"

وزیر ایک رات بھیس بدل کر شہر کے مندر کے پجاری کے گھر جا پہنچا اور سارا ماجرا بیان کیا۔

"نجومی شیطان بن چکا ہے۔ وہ راجہ سے رعایا پر ظلم کروا رہا ہے۔ راجہ پہلے ہی بہت ظالم تھا مگر اب نجومی بھی اس کے ظلم میں شریک ہو گیا ہے۔ اس نے ایک ایسی عورت کو قابو کر رکھا ہے جو جادو کے اثر سے غائب ہو چکی تھی۔ اس غیبی عورت نے ایک بچے اور اس کی ماں کو بے گناہ قتل ہونے سے بچایا تھا۔ اس نے اپنی طاقت کے ذریعے راجہ کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ ملک میں بچوں کو قتل نہ کرے۔ مگر اس نجومی نے اپنے جادو کے زور سے اس غیبی عورت کو اپنے طلسم میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا ہے۔ وہ بے بس ہے۔ کیا تم رعایا کو ان دونوں کے ظلم وستم سے نجات دلا سکتے ہو۔"

پجاری نے کہا: "یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی اے وزیر! میں بھی راجہ اور نجومی کے ظلم وستم کو بے بسی سے دیکھتا تھا اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں کہ میں جادوگر نہیں ہوں ایک پجاری ہوں۔ مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس غیبی عورت کی طاقت کس طریقے سے واپس آ سکتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر بولا: "بھگوان کے لیے جلدی بتاؤ۔ تاکہ رعایا کو ظلم سے رہائی ملے۔"

پجاری کہنے لگا: "نجومی جادوگر نے اس غیبی عورت پر جو جادو کیا ہے اس کا توڑ اس وقت میرے مندر میں موجود ہے۔"

"وہ کیا ہے پجاری جی؟ جلدی بتائیے۔" وزیر نے بے اختیار ہو کر کہا:

پجاری نے کہا: "میرے مندر میں ایک ایسی ناگن اس وقت موجود ہے کہ جو دنیا میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اس کو اگنی ناگن کہتے ہیں اگر اس ناگن سے اس عورت کو جا کر ڈسایا جائے تو وہ غیبی عورت دوبارہ غائب بھی ہو جائے گی اور اس کی طاقت بھی واپس آ جائے گی۔"

وزیر بولا: "کیا آپ یہ کام خود چل کر نہیں کر سکتے پجاری جی؟ میں آپ کو مالا مال کر دوں گا۔"

پجاری کہنے لگا: "میں تیار ہوں۔ یہ کام سورج غروب ہونے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن نجومی اور راجہ کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ وہ ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وزیر نے کہا: "اس کی آپ فکر نہ کریں پجاری جی۔ میں آپ کو بھیس بدلوا کر شام کو ساتھ لے جاؤں گا مجھے معلوم ہے کہ وہ غیبی عورت کس جگہ قید ہے اور میں وزیر ہوں مجھ پر کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا۔"

پجاری کہنے لگا: "ٹھیک ہے۔ آپ شام کو سورج غروب ہوتے ہی میرے پاس آ جائیں۔ میں تیار ہوں گا۔"

وزیر سورج غروب ہونے کے بعد مندر میں آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ جب شام کے وقت سورج غروب ہو گیا اور شہر پر رات کے مدھم مدھم سائے پھیلنے لگے تو وزیر نے ایک سیاہ لبادہ اوڑھا۔ ایک سیاہ لبادہ ساتھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر محل کے خفیہ راستے سے نکل مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پجاری پہلے سے انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ناگن کیٹ کو کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔

وزیر نے پجاری کو بھی سیاہ لبادہ اوڑھایا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے اور ساتھ لے کر محل کی طرف روانہ ہوا۔ محل کے خفیہ دروازے تک پہنچتے پہنچتے رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا۔ وزیر خفیہ راستے سے ہو کر نیچے سرنگ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ گیا جس میں کئی ایک موڑ بنے ہوئے تھے۔ کوئی عام بے خبر آدمی وہاں آ جائے تو اس کی بھول بھلیوں میں پھنس کر ساری زندگی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ وزیر سرنگ کے سارے چھپے ہوئے راستوں کو جانتا تھا۔ وہ پجاری کو لے کر اس تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گیا جس کے اندر ماریا قید تھی۔

اچانک ماریا کو کیٹی کی بو آنے لگی۔ وہ چونکی ہو گئی۔ اگرچہ وہ جادو کے اثر میں تھی اور اس کی طاقت باقی نہیں رہی تھی مگر پھر بھی اس نے سر اٹھا کر قید خانے کے دروازے کی طرف دیکھا، کیوں خوشبو باہر سے آ رہی تھی۔ دوسری طرف ناگن کیٹی کو بھی ماریا کی تیز خوشبو آئی تو وہ تھیلے کے اندر بے قراری سے تڑپنے لگی۔ پجاری نے تھیلی پر ہاتھ رکھ دیا اور وزیر سے کہا:

"ناگن بے چین ہو رہی ہے۔ جلدی کریں۔"

اسے کیا خبر تھی کہ ناگن کیٹی کس لیے بے چین ہو رہی ہے۔ کیٹی نے خاص آواز کی لہریں اپنے جسم سے خارج کر کے ماریا کو آواز دی۔ ماریا بول نہیں سکتی تھی۔ اس نے اپنے جسم کے ذریعے کیٹی کی آواز سن لی اور جواب میں اسی طرح کی لہریں اپنے جسم سے خارج کرتے ہوئے کہا،

"کیٹی! میں قید خانے میں پڑی ہوں۔ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔ میرا جسم کالے جادو کے دھاگے میں جکڑا ہوا ہے۔ میری آواز غائب ہے۔ میں خود غائب نہیں رہی۔ نظر آنے لگی ہوں۔ میری طاقت ختم کر دی گئی ہے۔"

وزیر قید خانے کے دروازے پر لگا ہوا بڑا تالا کھول رہا تھا۔ ناگن کیٹی نے کہا:

"ماریا! یہ لوگ مجھے تمہارے پاس لا رہے ہیں، مگر میں ان کی زبان اور آوازیں نہیں سمجھ سکتی۔ تم ان کی زبان سمجھ لیتی ہو۔ جب یہ اندر آئیں تو ان کی باتیں سن کر مجھے بتانا کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

وزیر نے کھٹاک سے تالا کھول کر نیچے پھینک دیا اور پجاری سے کہا:

"اندر ہے وہ غیبی جادوگرنی پجاری جی!"

پجاری نے موم بتی روشن کر کے کونے میں رکھ دی اور دیکھا کہ سامنے فرش پر ایک سنہری بالوں والی خوبصورت لڑکی پڑی ہے جس کا آدھا اوپر کا دھڑ کالے دھاگوں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ بے بسی کے عالم میں اداس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نظروں سے اس کی طرف تک رہی ہے۔

پجاری اسے دیکھ کر کہنے لگا:

"بھگوان کی قدرت ہے کہ اتنی حسین لڑکی کو اس طرح یہاں باندھ کر رکھ دیا گیا ہے۔"

وزیر نے کہا: "پجاری جی! یہ لڑکی حسین ہی نہیں بلکہ رعایا کی ہمدرد بھی ہے۔ اس نے راجہ کا ظلم و ستم بند کرا دیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس منحوس شیطان عفت نجومی نے اپنا جادو کر دیا اور اسے یوں جکڑ کر رکھ دیا۔"

پجاری بولا: "گھبرائیں نہیں وزیر جی! میں اس نیک دل لڑکی پر کیے گئے جادو کو ابھی ختم کیے دیتا ہوں۔"

ان کی باتوں سے ماریا کو حوصلہ ہوا اور پتہ چلا کہ یہ لوگ اس کے ہمدرد ہیں اور اسے کالے جادو سے چھٹکارا دلانے آئے ہیں۔ اس نے فوراً اپنے جسم کی لہروں کی زبان میں کیٹی سے کہا:

"کیٹی! یہ لوگ میرے ہمدرد ہیں۔ یہ مجھے آزاد کرانے آئے ہیں اور شاید اسی غرض سے تمہیں اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ

تم سے کیا کام لیتے ہیں۔"

کیٹی نے جواب دیا: "میں بھی یہی دیکھنا چاہتی ہوں۔"

اب وزیر نے کہا: "پجاری جی! جلدی سے اپنا کام شروع کریں۔ کیوں کہ اگر کسی طرح راجہ کو خبر ہو گئی تو وہ ہم دونوں کو اسی جگہ قتل کروا ڈالے گا۔"

پجاری نے تھیلی میں سے ناگن کیٹی کو نکال کر ماریا کے سامنے ڈال دیا اور منتر پڑھنے لگا۔ وہ بار بار منتر پڑھ کر ناگن پر پھونک مارتا مگر ناگن پر اس کے منتروں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

ماریا نے کہا: "یہ منتر کس لیے پڑھ رہا ہے؟"

کیٹی بولی: "میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کہ یہ پجاری آخر مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔"

وزیر نے پجاری سے کہا: "پجاری جی! آپ کے منتروں کا اثر نہیں ہو رہا ناگن اپنی جگہ پر بیٹھی ہے۔ اسے کہیے کہ سامنے والی عورت کو ڈس دے۔"

پجاری نے منتر پڑھ کر ایک اور پھونک کیٹی ناگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر ماری اور کہا:
"اے مقدس اگنی ناگن! اس سامنے پڑی ہوئی عورت کے جسم میں اپنا مقدس زہر ڈال دے تا کہ اس کی طاقت واپس آ جائے۔ اس پر کیا گیا کالا جادو ٹوٹ جائے اور رعایا سکھ کا سانس لے۔ اسے راجہ کے ظلم سے نجات ملے۔

ماریا بولی: "کیٹی! یہ مجھے تم سے ڈسوانا چاہتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا: "مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں نہیں ڈسوں گی۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو کون ذمے دار ہو گا؟"

ماریا نے کہا: "نہیں نہیں کیٹی۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا تم بے فکر رہو اور مجھے ڈس دو۔ یہ پجاری ہمارا ہمدرد ہے یہ جادو کا توڑ جانتا ہو گا۔ اور پھر تمہارا زہر میرے جسم میں داخل ہو کر میرا کیا بگاڑ لے گا۔ لیکن ہو سکتا ہے تمہارے زہر کے اثر سے میں ٹھیک ہو جاؤں اس لیے بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھو اور مجھے ڈس دو۔"

پجاری بار بار ناگن سے کہہ رہا تھا۔ "مقدس ناگن! بے گناہ رعایا کو ظلم و ستم سے بچا لے۔ اس لڑکی کے جسم میں اپنا زہر داخل کر کے اس کے جادو کو توڑ دے۔"

ناگن کیٹی آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ وزیر خوش ہو کر بولا:
"مقدس ناگن آگے بڑھ رہی ہے۔"
"شی! خاموش رہیں وزیر صاحب!" پجاری نے وزیر کو خاموش کرا دیا۔

ناگن کیٹی ماریا کے پاؤں کے پاس جا کر رک گئی۔ وہ اب بھی ماریا کو ڈستے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ ماریا نے کہا:
"ڈرو نہیں کیٹی۔ مجھے کاٹو۔ مجھے کاٹو! اے مقدس ناگن مجھے کاٹو!"

ناگن کیٹی نے منہ آگے کیا اور بڑی تیزی سے ماریا کے ٹخنے پر ڈس دیا اور اپنے جسم کا سارا زہر داخل کر دیا۔ پجاری اور وزیر کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ ماریا پر زہر کا اثر شروع ہو گیا اور پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے جسم کے ساتھ لپٹا ہوا کالا جادو کا دھاگہ خود بخود کھلنے لگا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کافر نجومی کی موت

سارا دھاگہ کھل کر نیچے گر پڑا۔

اس کے بعد ماریا آہستہ آہستہ غائب ہونا شروع ہو گئی۔ وزیر نے گھبرا کر کہا:

"پجاری جی! یہ لڑکی غائب ہو رہی ہے۔ کہیں۔ کہیں یہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے۔"

پجاری نے کہا: "یہ ایک نیک دل لڑکی ہے۔ یہ تو رعایا کی بھلائی چاہتی تھی۔ یہ اور پھر ہم نے اس پر کیے گئے جادو سے اس کو نجات دلائی ہے۔ یہ ہمیں کچھ نہیں کہے گی۔"

ماریا کا پہلے ایک پاؤں اور ٹانگ غائب ہوئی۔ پھر دوسرا پاؤں اور دوسری ٹانگ غائب ہو گئی۔ پھر وہ ایک دم سے ساری کی ساری غائب ہو کر کیٹی، پجاری اور وزیر کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

وزیر نے گھبرا کر کہا: "پجاری جی! وہ غائب ہو گئی

ہے۔ یہاں سے بھاگ چلتے ہیں۔ وہ ہمیں"

"کیسی باتیں کرتے ہیں وزیر صاحب! حوصلہ رکھیں، وہ ہمیں کچھ نہیں کہے گی۔"

ماریا کے جسم میں اس کی ساری طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے وزیر کی گھبرائی ہوئی باتیں بھی سن لی تھیں۔ اس کی آواز بھی حلق میں واپس آ چکی تھی۔ ماریا نے سب سے پہلے کیٹی کو مخاطب کر کے آواز کی ایک ایسی فریکوینسی میں کر جسے سوائے کیٹی کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا کہا:

"کیٹی بہن! میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں۔ تم میرے ساتھ رہنا۔ میں تم سے تمہاری داستان بعد میں سنوں گی اور اپنی سنسنی خیز داستان بھی بعد میں سناؤں گی۔ پہلے میں ان لوگوں سے فارغ ہو لوں۔"

پھر ماریا نے ایک ایسی فریکوینسی میں کر جسے پجاری اور وزیر سن سکتے تھے کہا:

"اے وزیر! تم مجھ سے خوف نہ کھاؤ۔ میں ویسے بھی تم لوگوں کے خلاف نہیں تھی اور اب تو تم دونوں نے مجھ پر بڑا احسان کر دیا ہے اور مجھے پھر سے نئی زندگی دی ہے۔ میں تمہیں کیسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقصان پہنچا سکتی ہوں۔"

وزیر اور پجاری نے ماریا کی آواز سن لی تھی۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور ماریا کو مبارک باد دی۔

پجاری نے کہا، "دیوی! تم ایک عظیم لڑکی ہو اور تمہیں انسانوں سے پیار ہے اور تم دکھی لوگوں کی خدمت کرتی آئی ہو۔ اسی لیے میں نے ایک خاص منتر کے ذریعے تمہارے اوپر کیے گئے جادو کے اثر کو ضائع کر دیا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ نجومی بھی راجہ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہا ہے۔ راجہ نے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو پھر سے قتل کروانا شروع کرا دیا ہے شہر میں رعایا خون کے آنسو رو رہی ہے۔ ہم سے ان کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ بھگوان نے تمہاری طاقت تم کو واپس دے دی ہے۔ کیا تم ہماری مدد نہیں کرو گی "؟

ماریا نے کہا: "میں تمہاری مدد کیوں نہیں کروں گی۔ میں ضرور مدد کروں گی۔ مگر ایک شرط پر"؟

"وزیر نے پوچھا: "وہ کیا شرط ہے دیوی؟"

ماریا بولی: "جب میں تم لوگوں کو راجہ سے اور اس کے ظلم سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دوں گی تو اس ناگن کو مجھے دے دینا جس کے ڈسنے سے میرا جادو ٹوٹ گیا ہے۔"

پجاری بولا: "دیوی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ یہ ناگن تو اگنی ناگن ہے۔ یہ تو ہماری مقدس ناگن ہے ہم مندر میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی: "جس ناگن کو تم سانپ سمجھ رہے ہو وہ سانپ نہیں بلکہ ایک لڑکی ہے۔ لڑکی بھی ایسی کہ جس کا تعلق تمہاری ہماری زمین سے نہیں بلکہ ایک خلائی سیارے کی مخلوق سے ہے۔"

پجاری اور وزیر کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ وہ ایک دوسرے کو تکنے لگے:

پجاری نے کہا: "تو پھر میرے منتروں کا اس پر اثر کیسے ہو گیا؟"

ماریا نے کہا: "اس لیے کہ ایک پرانے جن نے اسے ناگن بنا دیا تھا اور اس میں مقدس اگنی ناگن کی ساری خوبیاں موجود ہیں۔ مگر یہ میری سہیلی کیٹی ہے۔ خلائی لڑکی کیٹی! یہ سانپ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری اور وزیر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ناگن کیٹی کو دیکھنے لگے۔ ناگن کیٹی ماریا کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے آہستہ آہستہ جھومنا شروع کر دیا۔ مگر وہ خود بات نہیں کر سکتی تھی۔

ماریا نے کہا: "خیر یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے یہ بتائیں کہ کیا آپ کو میری شرط منظور ہے؟ راجہ کو ختم کرنے کے بعد میں اپنی سہیلی کیٹی ناگن کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔"

پجاری نے کہا: "دیوی! ہمیں منظور ہے۔ اگر یہ ناگن ایک لڑکی ہے تو ہم اسے اپنے پاس قید میں نہیں رکھ سکتے۔ تم بے شک اسے اپنے ساتھ لے جانا۔"

ماریا کہنے لگی: "تو پھر چلیں یہاں سے باہر نکلتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اور میں اکیلی اپنے مشن پر نکلوں گی۔"

پجاری اور وزیر نے حیرانی سے پوچھا کہ یہ مشن کا مطلب کیا ہے؟ ماریا چونکہ ۱۹۸۴ء کے ماڈرن زمانے میں جاتی رہی تھی اس لیے کچھ انگریزی کے لفظ اس کے منہ

پر چڑھ گئے تھے۔ انگریزی بھی وہ دنیا کی ہر زبان کی طرح جانتی تھی۔ کسی زبان کے لفظ یوں اس کے منہ پر نہیں چڑھے تھے۔ لیکن انگریزی کا کوئی نہ کوئی لفظ اس کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا:

"مشن ایک ایسی زبان کا لفظ ہے جس کو تم لوگ نہیں سمجھ سکو گے مگر اسی سرزمین پر آج سے تین ہزار سال بعد میں آنے والی نسلیں اس زبان میں فرفر بات کیا کریں گی۔ یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے۔"

وزیر اور پجاری کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آئی تھی۔

وزیر نے کہا:

"دیوی! ہماری زبان میں ہمیں سمجھاؤ کہ تم کس بات کے لیے اور کہاں نکل رہی ہو؟"

ماریا نے کہا: "میرا مطلب یہ تھا کہ تم لوگ آرام سے اپنے اپنے مکانوں میں آرام کرو، انتظار کرو، جو کچھ کرنا ہے میں خود کر لوں گی۔"

پھر اس نے پجاری سے کہا: "پجاری جی! میری سہیلی کیٹی کو بڑے آرام سے رکھنا۔ میں تھوڑی دیر بعد اپنی امانت لینے آؤں گی۔"

پجاری بولا: "دیوی! تمہاری امانت حاضر ہے۔ ہم اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا پہلے بھی بہت خیال رکھتے تھے۔"

"آؤ اب چلیں۔"

وہ تینوں محل کی سرنگ میں سے گذرتے اس کے خفیہ دروازے میں سے نکل کر باہر آ گئے۔ باہر رات کا اندھیرا پوری طرح سے پھیل چکا تھا اور آسمان پر ستارے نکل آئے تھے۔ ماریا نے وزیر کو اپنے محل کی طرف اور پجاری کو کیٹی کے ساتھ مندر کی طرف روانہ کر دیا اور خود راجہ کے محل کی طرف جانے کے لیے ایک بار پھر قلعے میں داخل ہو گئی۔ اسے کسی خفیہ دروازے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تو پتھر کی دیوار میں سے بھی گذر جاتی تھی۔ قلعے کی دیوار میں سے گذر کر وہ اندر میدان میں آ گئی جہاں فوجی صبح کو پریڈ کیا کرتے تھے۔ قلعے کی ایک جانب راجہ کا محل تھا۔ اس وقت راجہ اپنی خواب گاہ میں بڑے مزے سے تخت پر لیٹا ہوا تھا اور کنیزیں گانا گا رہی تھیں اور رقص کر رہی تھیں۔

اس کے ساتھ والے محل کی خواب گاہ میں مکار نجومی بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے شاہی زرق برق لباس پہنے کنیزوں اور اپنے خوشامدیوں کے جھرمٹ میں بیٹھا اپنی ڈینگیں مار رہا تھا۔ خوشامدی اس کے علم نجوم اور جادو کی بڑھ چڑھ کر تعریفیں

کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک خوشامدی محل کے ایک دس بارہ سال کی عمر کے نوکر بچے کو مارتا ہوا لے کر آیا اور بولا:

"حضور انور! یہ لڑکا اگرچہ یتیم ہے مگر بڑا بددماغ ہے کہتا ہے ستارے کچھ نہیں کر سکتے۔ جو ہونا ہوتا ہے خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔"

نجومی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ گرج دار آواز میں بولا: "اچھا۔ اس کی یہ ہمت؟ یہ جرأت؟ یہ ستاروں کو نہیں مانتا؟ ہمیں نہیں مانتا؟ خدا کو مانتا ہے۔ ابھی اس کو مزا چکھاتے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں لوہے کی سلائی آگ میں سرخ کر کے پھیر دو۔ دیکھتے ہیں اس کا خدا اسے کیسے آ کر بچاتا ہے۔"

"جو حکم حضور!"

لڑکے نے کہا: "میرا خدا ضرور میری مدد کرے گا۔"

نجومی شیطان نے چیخ مار کر رعب دار آواز میں کہا:

"ابھی دیکھ لیتا ہوں۔ تمہاری آنکھیں نکلوانے کے بعد زبان بھی باہر نکلوا لوں گا۔ چلو۔۔ سلائی گرم کر کے اس کی آنکھوں میں پھیر کر پھوڑ ڈالو اس کی آنکھیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی وقت دہکتی ہوئی انگیٹھی وہاں لائی گئی۔ اس میں لوہے کی دو سلائیاں ڈال دی گئیں کہ سُرخ ہو جائیں تو لڑکے کی آنکھوں میں پھیر دی جائیں۔ لڑکے کو ستون کے ساتھ رسّی سے کس کر باندھ دیا گیا۔ وہ یہی کہہ رہا تھا۔

"میرا خدا میری مدد کرے گا۔"

نجومی نے ایک بلند مکروہ قہقہہ لگایا اور بولا:

"دیکھتا ہوں تمہارا خدا کیسے تمہاری مدد کرتا ہے۔"

اس وقت ماریا نجومی کے محل کے قریب سے گذر رہی تھی۔ اس نے نجومی کے مکروہ قہقہے کی آواز سنی تو جھٹ اوپر آ گئی کہ دیکھوں یہ شخص کیا کر رہا ہے اور اس خیال سے بھی اوپر آ گئی کہ چلو پہلے اسی خبیث کا کام تمام کیے دیتی ہوں۔ خلقِ خدا اس کے ظلم سے بھی بڑی تنگ ہے۔

مکار نجومی کے کمرے میں آ کر اس نے عجیب منظر دیکھا کہ انگیٹھی دہک رہی ہے۔ اس میں لوہے کی باریک لمبی سلائیاں گرم کی جا رہی ہیں جن سے بادشاہ لوگ اپنے دشمنوں کی آنکھیں پھوڑا کرتے تھے۔ ستون کے ساتھ دس بارہ سال کا ایک لڑکا بندھا ہوا ہے جس کے چہرے پر موت کے خوف کی جگہ خدا کا نور جھلک

رہا ہے اور سکون ہی سکون ہے اور اس نے آسمان کی طرف اپنا چہرہ اٹھا رکھا ہے۔

ماریا کو یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ ظالم نجومی نے ظلم اور سنگ دلی کی انتہا کر دی ہوئی ہے اور اب وہ کسی غلطی کی سزا اس معصوم لڑکے کو یہ دے رہا ہے کہ اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروانے والا ہے۔ ماریا اچھل کر فضا میں تیرتی ہوئی اندر محل کے کمرے میں آ گئی۔

ظلم کا پتلا مکار نجومی غرور کے نشے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہنٹر تھا جس پر ریشمی اور سونے کی ڈوری چڑھی ہوئی تھی۔ اس ہنٹر کو ہوا میں پھٹک کر بولا:

"سلائیاں گرم ہو گئی ہیں۔ دیکھو۔ وہ سرخ ہو چکی ہیں پھیر دو اس گستاخ لڑکے کی آنکھوں میں۔ جو ہمارے ستاروں کے علم کو نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔"

پھر لڑکے کی طرف گھور کر دیکھا اور بولا:

"کیوں او لڑکے! اب بھی اپنے خدا کا ساتھ چھوڑ دے اور میرے ستاروں پر ایمان لے آ۔ میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا۔"

سارے خوشامدی اور کنیزیں خاموش تھیں۔ بے چاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنیز دل کو اس لڑکے پر ترس آ رہا تھا مگر وہ اسے نہیں بچا سکتی تھیں۔ لڑکے نے اسی پُر سکون آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے ستارے میرے خدا کے غلام ہیں۔ میرا خدا ساری کائنات کا مالک ہے۔ میں اُسی پر ایمان لاتا ہوں۔"

شیطان جادوگر نجومی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کڑک کر بولا:

"اس کی آنکھوں میں دہکتی ہوئی سلائی پھیر دو۔"

جلاد نے اسی وقت سُرخ انگاروں میں سے سُرخ سلائی کھینچ کر باہر نکالی اور ستون کے ساتھ بندھے ہوئے خداپرست لڑکے کی طرف بڑھا۔ ہر کوئی خوف کے مارے چپ تھا۔ سلائی انگارے کی طرح دہک رہی تھی۔ اس میں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ جلاد نے لکڑی کے دستے سے سلائی کو پکڑ رکھا تھا۔ نورانی چہرے والا خدا پرست لڑکا منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے خداوند کریم کو یاد کر رہا تھا۔ وہ دل میں کہہ رہا تھا:

"یا خدا! تُو ایک ہے تو ہی ساری کائنات کا مالک ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری ہی بندگی کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں، تو ہی میری مدد فرما۔"

ماریا جلدی سے لڑکے کے آگے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نہ جلاد۔ نہ کافر نجومی اور نہ خدا پرست لڑکا۔

جونہی جلاد لڑکے کے قریب آیا ماریا نے اس کے ہاتھ سے دہکتی ہوئی لوہے کی سلائی چھین لی۔ سلائی جو ایک سرخ لمبی سلاخ کی طرح تھی ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ جلاد ڈر کر پیچھے بھاگ گیا۔ کافر نجومی ہڑبڑا گیا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اسی غیبی عورت کا کرشمہ ہے جس کو اس نے اپنے طلسم میں قید کر کے تہ خانے میں ڈال رکھا تھا۔ وہ وہاں سے کیسے آزاد ہو گئی۔ وہ تخت سے نیچے اتر آیا اور چلّا کر بولا:

"کیا تم وہی غیبی عورت ہو؟"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسے اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کوئی بات کرے۔ ویسے بھی اب اس کافر نجومی کی زندگی کا بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا تھا۔ لوہے کی سُرخ سلاخ جو اب کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی ماریا اسے لے کر کافر نجومی کی طرف بڑھی۔ نجومی نے سلاخ کی تپش محسوس کی تو پیچھے ہٹ گیا۔

محفل میں گڑبڑ مچ گئی۔ خوشامدی اُٹھ کر ادھر اُدھر ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔ کنیزیں حیران ہو کر دیوار کے ساتھ لگ گئیں۔ خدا پرست لڑکا خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس نے عین وقت پر اس کی مدد فرمائی تھی۔

ماریا بھی ایک قدم آگے آ گئی۔

کافر نجومی نے چیخ کر کہا، "اس کو پکڑو۔ سلاخ میری طرف آ رہی ہے۔"

نجومی سلاخ اور ماریا کو دیکھ تو نہیں رہا تھا کیونکہ اس کے پہلے چلے کا اثر اس کی آنکھوں سے ختم ہو چکا تھا اب اگر وہ دوبارہ رات بھر چلّا کاٹ کر منتر پڑھ کر ماریا کو دیکھ سکتا تھا اور اسے قابو میں کر سکتا تھا مگر ماریا اسے اتنی مہلت نہیں دے سکتی تھی، لیکن کافر نجومی سلاخ کی تپش ضرور محسوس کر رہا تھا۔

وہ دروازے کی طرف بھاگا تو ماریا وہاں بھی اس کے سامنے آ گئی اور بولی:

"تم کافر بھی ہو اور ظالم بھی۔ تم نے کئی بے گناہ لوگوں کا خون کیا ہے۔ تمہاری سزا موت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔"

کافر نجومی نے ماریا کی آواز سنی تو گھبرا گیا۔ اس

غیبی آواز پر نجومی کے خوشامدی بھی خوف زدہ ہو کر باہر کو دوڑ گئے۔ کمرہ خالی ہو گیا۔ ظلم کرنے والا آخر اکیلا رہ گیا۔ سب اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ ماریا نے جب دیکھا کہ کافر نجومی ٹھیک اس کے نشانے میں ہے تو اس نے پوری طاقت سے دہکتی ہوئی گرم سلاخ کافر اور ظالم نجومی کے سینے میں گھونپ دی۔ ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور پھر کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ اس کے بعد نجومی نہ تڑپ سکا نہ کوئی آواز نکال سکا۔ کیوں کہ سلاخ اس کے دل سے پار ہو گئی تھی۔ وہ قالین پر پتھر کی طرح مُردہ ہو کر پڑا ہوا تھا اور سلاخ اس کے سینے میں کھُبی ہوئی تھی۔ آدھی سلاخ بجھ چکی تھی اور باقی آدھی جو دہک رہی تھی کافر نجومی کے لباس اور مُردہ گوشت کو جلا رہی تھی۔

ماریا نے خدا پرست لڑکے کی رسیاں کھول کر اسے آزاد کر دیا۔ لڑکے نے اپنا پُر وقار چہرہ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا:

"یا خدا! تو نے میری مدد کے لیے جنت کی ایک روح کو بھیجا ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

ماریا لڑکے کے بھولپن پر مسکرائی اور بولی:

"تمہارا نام کیا ہے بیٹا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے نے جس طرف سے ماریا کی آواز آئی تھی اُدھر منہ کر کے کہا:

"میرا نام عاطون ہے۔ میں ایک کنیز کا بیٹا ہوں میرے ماں باپ مر چکے ہیں اور میں راجہ کے محل میں رہتا ہوں۔"

ماریا نے کہا: "میرے ساتھ آؤ۔"

لڑکے نے کہا: "کیا تم مجھے اپنے ساتھ جنت میں لے جا رہی ہو؟"

ماریا ہنس پڑی، بولی: "نہیں بیٹا! میں تمہیں باہر باغ میں لے جا رہی ہوں۔"

خدا پرست لڑکے عاطون نے کہا:

"مگر تم مجھے نظر نہیں آتیں۔ کیا تم جنت کی روح ہو؟"

ماریا نے کہا: "ہاں — میں جنت کی روح ہوں۔ اور — اور تم مجھے ماریا کہہ کر پکار سکتے ہو۔ میں تمہارے اور اس شہر کے دکھی لوگوں کی مدد کرنے اور انہیں ظالم راجہ اور کافر نجومی کے ظلم و ستم سے نجات دلانے آئی ہوں۔"

خدا پرست لڑکے عاطون نے کہا: "ماریا بہن! کیا تم

مجھے جنت میں لے جا کر میرے پیارے خدا سے ملا سکتی ہو؟ مجھے خدا سے بڑی محبت ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

ماریا کہنے لگی: "عاطون! تمہیں خدا سے جتنی محبت ہے اس کے بدلے خدا تم پر اپنی رحمتیں نازل کرے گا اور ہو سکتا ہے کسی روز تم خدا سے بھی مل لو۔ ابھی تم میرے ساتھ آؤ۔ مگر نہیں۔ تم میرے ساتھ مت آؤ۔"

عاطون بولا: "کیوں ماریا بہن — کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟"

ماریا نے کہا: "نہیں — یہ بات نہیں ہے۔ میں اصل میں راجہ کے پاس جا رہی ہوں۔ تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ تم واپس اپنے محل میں چلے جاؤ۔"

عاطون بولا: "میں محل میں گیا تو کافر نجومی کے خوشامدی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے میں شہر سے باہر ایک دریا ہے۔ اس دریا کے دوسرے کنارے پر پیپل کا ایک گھنا درخت ہے۔ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا تمہارا انتظار کروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تم آؤ گی ماریا؟"

"کیوں نہیں۔ میں ضرور آؤں گی۔ اب تم جاؤ۔"

خدا پرست عاطون محل سے نکل کر دریا کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا اسے دُور تک جاتے دیکھتی رہی کہ کہیں کوئی اس پر حملہ تو نہیں کرتا۔ جب وہ شہر کے دروازے سے باہر نکل گیا تو ماریا محل کی چھت سے نیچے اُتر آئی اور راجہ کے محل کی خواب گاہ کی طرف چلی۔ رات کے اندھیروں کو محل میں جلتے ہوئے روشن چراغ ختم کر رہے تھے۔ شاہی محل میں جگہ جگہ مشعلیں اور شمع دان روشن تھے۔

ماریا راجہ کے محل میں داخل ہوئی تو وہاں افراتفری مچی ہوئی تھی۔ کافر نجومی کے ہلاک ہونے کی خبر راجہ تک پہنچ چکی تھی۔ اور وہ خود پریشان تھا کیوں کہ وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کام اسی غیبی لڑکی کا ہے جو اس کی دشمن ہے۔ اور اب کسی طریقے سے طلسم سے آزاد ہو گئی ہے اس نے اپنی خواب گاہ کے سارے دروازے بند کروا دیئے تھے اور خود پلنگ پر سمٹ کر تلوار پاس رکھے بیٹھا تھا۔

وزیر بڑا خوش تھا۔ کافر نجومی ختم کر دیا گیا تھا۔ انسانوں کا ایک بہت بڑا دشمن مر چکا تھا۔ ماریا نے

اپنا وعدہ پورا کر دکھایا تھا۔ اب وزیر راجہ کی موت کا انتظار کر رہا تھا۔ کیوں کہ ایک روز پہلے راجہ کے حکم سے شہر کے پچاس بچوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔

ماریا راجہ کی خواب گاہ کے بند دروازے پر آ کر رُک گئی۔ اس نے جان بوجھ کر دروازے پر زور سے ہاتھ مارا۔ اندر سے راجہ کی سہمی ہوئی آواز آئی:

"کون ہے؟"

پہرے دار دروازے کی طرف تلواریں لے کر دوڑتے چلے آئے۔ انہوں نے جواب دیا:

"مہاراج کوئی نہیں ہے۔"

راجہ کی آواز آئی: "مگر ابھی کس نے دروازے پر دستک دی تھی؟"

پہرے دار نے کہا: "مہاراج ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔"

راجے کا رنگ اُڑ گیا۔ سمجھ گیا کہ غیبی لڑکی آ گئی ہے۔ اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور پلنگ سے چھلانگ لگا کر کمرے کے خفیہ دروازے میں سے نیچے چلا گیا۔

ماریا دیوار میں سے گزر کر اندر داخل ہوئی تو دیکھا کہ پلنگ خالی ہے۔ خفیہ دروازہ آدھا کھلا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ راجہ اس راستے سے نیچے بھاگا ہے۔ وہ بھی دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے گذر کر نیچے سرنگ میں آ گئی۔

سرنگ اندھیری تھی اور ادھر اُدھر مڑتی چلی جا رہی تھی۔ ماریا سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ سرنگ میں زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر ہوا میں تیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے ایک طرف سے کسی بھاری پتھر کے کھسکنے کی آواز آئی۔ اس نے قریب پہنچ کر دیکھا کہ راجہ ایک جگہ دیوار میں سے پتھر کھسکا کر باہر کود گیا ہے۔

ماریا بھی پیچھے ہی کود گئی۔ دوسری جانب کھلی فضا تھی اور دریا بہہ رہا تھا۔ راجہ نے دریا میں چھلانگ لگا دی تھی۔ ماریا دریا کی سطح پر آ گئی۔ اندھیرا بہت زیادہ تھا مگر دریا کی لہروں پر ستاروں کی پھیکی روشنی میں ماریا نے راجہ کو دیکھ لیا۔ وہ صرف گردن باہر نکالے پاؤں چلا کر دریا کے اندر ہی اندر دوسرے کنارے کی طرف تیرتا جا رہا تھا۔ ماریا ایک ہی اڑان میں غوطہ لگا کر اس کے سر کے اوپر پہنچ گئی۔ اُس نے کہا:

"راجہ! تیرے ظلم کی آخری گھڑی آن پہنچی ہے۔ اب تو آئندہ کسی ماں کے بچے کو ہلاک نہیں کر سکے گا۔ مرنے کے لیے تیار ہو جا۔"

راجہ نے ماریا کی آواز سنتے ہی دریا میں ڈبکی لگا دی۔ ماریا

ل میں ہنس پڑی۔ کم بخت کیسا نادان ہے۔ خود ہی ت کی آغوش میں چلا گیا ہے۔ راجہ پانی کے اندر ہی ر تیرتا ہوا کافی دُور نکل گیا۔ پھر جب اس نے سر پانی ے باہر نکالا تو ماریا اوپر موجود تھی۔ اس نے راجہ کا سر پر سے پانی میں دبا دیا۔ راجہ پانی میں ڈوب گیا۔ وہ پر آنے کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا اسے پانی میں دبا رہی ی۔ پانی کی سطح پر سے بُلبُلے اُٹھنے لگے۔

یہ پانی کے اندر ظالم راجہ کے آخری سانس تھے۔ وہ گیا۔ ماریا نے ہاتھ اٹھا لیا تو راجہ کی لاش دریا کی سطح آ گئی۔ ماریا اسے گھسیٹ کر دریا کے کنارے پر محل طرف لے آئی اور اسے محل کے سامنے باغ میں کر ڈال دیا۔ وہاں شور مچ گیا کہ راجہ پانی میں ڈوب ر مر گیا ہے۔ لوگ گھروں سے ناچتے ہوئے نکل آئے۔ نہوں نے خوشی سے راجہ کی لاش کے گرد رقص کرنا شروع ر دیا۔ وزیر نے اسی وقت خود راجہ بننے کا اعلان کر دیا ور فوراً ہی حکم صادر کر دیا کہ آج سے کسی بچے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ سارے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سارا شہر جاگ اُٹھا اور جشن منانے لگا۔ ماریا وہاں سے سیدھی پجاری کے پاس مندر میں آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری مندر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے خبر مل چکی تھی کہ کسی غیبی طاقت نے لوگوں کو راجہ اور نجومی کے ظلم سے نجات دلا دی ہے اور دونوں مر چکے ہیں۔ وہ بڑا خوش تھا کہ غیبی لڑکی نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

ناگن کیٹی چبوترے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے فوراً ماریا کی خوشبو آ گئی۔ ماریا نے کہا:

کیٹی! میں آ گئی ہوں۔ چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

کیٹی نے خوش ہو کر کہا: "میرے ارد گرد آگ کا دائرہ ہے۔ پجاری مجھے اس میں سے باہر نکالے گا تو میں آزاد ہو سکوں گی۔"

ماریا نے کہا "یہ ابھی تمہیں خود باہر نکالے گا۔"

ماریا پجاری کے قریب آ کر بولی:

"پجاری جی! میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔"

پجاری اس کی آواز سن کر ایک دم چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔

"کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ کون؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا: "م۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ غیبی لڑکی۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ اور میری سہیلی کیٹی میرے حوالے کر دو۔"

پجاری نے گہرے اطمینان کا سانس لیا اور کہا:

بیٹی! تم نے کمال کر دیا۔ اس شہر کے لوگوں کو پھر سے نئی زندگی عطا کر دی۔ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ تم ناگن دیوی کو اپنے ساتھ لے جا سکتی ہو۔"

ماریا خود ہاتھ آگے بڑھا کر ناگن کیٹی کو اٹھا لینا چاہتی تھی مگر اس نے کہا:

"پجاری جی! میں چاہتی ہوں کہ آپ خود اپنے ہاتھوں سے میری سہیلی کیٹی کو میرے حوالے کریں۔"

"مجھے خوشی ہو گی بیٹی۔"

اور پجاری نے کیٹی کو آگ کے دائرے سے نکالا اور بولا:

"بیٹی میں تمہیں دیکھ نہیں سکتا۔ مجھے بتاؤ کہ میں اسے کہاں رکھ دوں۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا جو صرف ماریا ہی سن سکی۔

"ماریا اسے کہو کہ میں آگ کے دائرے سے نکلنے کے بعد خود تمہارے پاس آ سکتی ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی کیٹی نے پجاری کے ہاتھوں سے چھلانگ لگا دی اور ماریا کی خوشبو جدھر سے بہت زیادہ رہی تھی ادھر کو لپکی۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ ناگن کیٹی غائب ہو گئی۔ پجاری نے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بیٹی کیا تمہاری امانت تم تک پہنچ گئی ہے؟"

ماریا نے کہا: "ہاں پجاری جی! میری ناگن سہیلی اس وقت میرے پاس ہے۔"

پجاری نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا:

"بیٹی! کیا تم نہیں چاہتیں کہ تمہاری سہیلی کو سانپ کی شکل سے چھٹکارا ملے؟"

ماریا نے بڑی تیزی سے کہا: "کیوں نہیں پجاری جی! میری سہیلی کیٹی تو خود اس روپ اور شکل سے تنگ آ گئی ہوئی ہے۔ وہ اپنی شکل میں واپس آنا چاہتی ہے۔"

کیٹی نے ماریا سے کہا: "یہ موٹا سا پجاری بھلا کیا کرے گا۔ یہ کیسے مجھے واپس انسانی شکل میں لائے گا؟"

ماریا نے پجاری سے کہا: "پجاری جی! کیا آپ میری سہیلی کو اس کی انسانی شکل واپس دے سکتے ہیں؟"

پجاری کہنے لگا: "بیٹی میں اس قابل نہیں ہوں۔ مگر میں تمہیں ایک لڑکے کے بارے میں بتا سکتا ہوں جو تمہیں ایک ایسے بزرگ کے پاس لے جائے گا جو تمہاری سہیلی کو سانپ سے انسان بنا دیگا۔"

"وہ لڑکا کون ہے پجاری جی؟" ماریا نے پوچھا۔

پجاری نے اسے عاطون کا پتہ بتایا جو محل کی ایک کنیز کا یتیم لڑکا تھا اور جس کی آنکھیں نکلوا دینے سے ماریا نے بچایا تھا۔

"پجاری جی! عاطون کو تو میں جانتی ہوں۔ وہ اس وقت دریا پار ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

پھر ماریا نے پجاری کو ساری کہانی سنائی۔ پجاری بولا:

"بیٹی! عاطون بڑا خدا پرست لڑکا ہے۔ اگرچہ وہ ہمارے دیوی دیوتاؤں اور بتوں کو نہیں مانتا مگر میں اس کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ وہ ہی تمہاری مدد کر سکتا ہے۔"

ناگن کیٹی نے ماریا سے پوچھا کہ یہ خدا پرست لڑکا کون ہے؟ ماریا نے مختصر لفظوں میں کیٹی کو خدا پرست لڑکے کی آنکھوں میں سلائی پھروانے اور پھر ماریا کی مدد کو پہنچنے والا سارا ماجرا سنایا اور پجاری سے کہا:

"پجاری جی! آپ کا بہت بہت شکریہ میں ابھی اس لڑکے کے پاس جاتی ہوں۔ بلکہ مجھے آپ کے پاس سے ہو کر اسی کے پاس جانا تھا ہاں! اگر کبھی اتفاق ہوا تو وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درشن کرنے ضرور آؤں گی۔ خدا حافظ!"

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر فضا میں اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔

ماریا نے کیٹی سے کہا:

"اب ہم دریا کے پار جائیں گی۔"

اور وہ کیٹی کو ساتھ لے کر دریا کی طرف روانہ ہو گئی۔

دریا تک پہنچتے پہنچتے صبح کی روشنی نے ہر طرف اُجالا کر دیا تھا۔ شہر کی سڑکوں پر رعایا ظالم راجہ اور کافر نجومی سے چھٹکارا پانے کی خوشی میں رقص کر رہی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ عورتیں بہت خوش تھیں۔ اب ان کے بچوں کی زندگیاں محفوظ ہو گئی تھیں۔

ماریا دریا کے دوسرے کنارے پہنچ کر پیپل کے گھنے درخت کے قریب آئی جہاں خدا پرست لڑکے نے ملنے کیلئے کہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ خدا پرست لڑکا اس گنجان درخت کے نیچے آنکھیں بند کیے بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا تھا۔ ماریا اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

کیٹی نے کہا:

"ماریا بہن! اس لڑکے کے چہرے پر تو نور برس رہا ہے۔"

"ہاں کیٹی! یہ خدا پرست لڑکا ہے۔"

اتنے میں لڑکے نے آنکھیں کھول کر کہا:

"ماریا بہن تم آ گئیں؟"

ماریا بولی: "عاطون کیا تم مجھے دیکھ سکتے ہو؟"

لڑکا مُسکرایا: "اگر چاہوں تو خدا کی مدد سے تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔ مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ دیکھنے نہ دیکھنے سے کیا ہو جاتا ہے کہو! تمہاری سہیلی تمہارے ساتھ آ گئی؟"

ماریا نے کہا:

"کیا تمہیں پتہ چل گیا ہے؟"

"تم بتاؤ گی تو پتہ چل جائے گا۔"

لڑکا مسکرا رہا تھا۔

ماریا نے اسے بتایا کہ وہ اپنی سہیلی کیٹی کو جو ناگن کی شکل میں ہے اپنے ساتھ لے آئی ہے اور پجاری نے کہا کہ تم کیٹی کو انسان کی شکل میں واپس لانے کے لیے مدد کرو گے۔

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں ماریا بہن؟" لڑکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے سوال کیا۔

ماریا کہنے لگی:

"کیا تم کسی ایسے بزرگ کو جانتے ہو جو کیٹی کو دوبارا انسانی شکل میں واپس لا سکتا ہے؟"

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بارش، گھنگھرو، غار

خدا پرست لڑکے نے کہا:

"پجاری ایک نیک آدمی ہے۔ اس نے تمہیں ٹھیک کہا ہے۔ میں تمہاری سہیلی کو اس بزرگ کے پاس لیے چلتا ہوں۔ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

خدا پرست لڑکا پیپل کے درخت کی چھاؤں سے اُٹھ کر جنگل کی طرف چلنے لگا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ جنگل میں کافی دُور جانے کے بعد ایک بہت بڑا درخت نظر آیا۔ اس درخت کی شاخوں نے بہت بڑی جگہ کو گھیر رکھا تھا۔

لڑکا درخت کے تنے کے ایک بڑے شگاف کے آگے جا کر رک گیا اور بولا:

"ماریا بہن! بزرگ اس تنے کے اندر ہیں میرے ساتھ آؤ۔"

ماریا خدا دوست لڑکے کے ساتھ تنے کے شگاف میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داخل ہو گی۔ شنگان ایک تنگ غار کی طرح تھی اور اندر اندھیرا تھا۔ مگر ماریا اس اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔

ماریا نے ایک جگہ ایک بوڑھے انسان کو دیکھا جس کی سفید ڈاڑھی اور سر کے بال لٹک رہے تھے وہ سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ لڑکا اس بزرگ کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔

ایک گہری خاموشی چھائی تھی۔ ماریا بھی چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئی۔ کیٹی اس کی گردن میں سانپ کی شکل میں پڑی تھی۔ کیٹی نے آہستہ سے اپنے جسم کی لہروں کی زبان میں کہا:

"ماریا! ایسا سوکھا ہوا انسان میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

بزرگ نے اپنی سرخ سرخ آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے کہا:

"تمہیں ہم سے اجازت لیے بغیر بولنے کی ہمت کیسے ہوئی؟"

کیٹی دنگ رہ گئی۔ ماریا بھی حیران ہوئی۔ کیوں کہ اس بزرگ نے بھی اپنے جسم کی لہروں کی مدد سے بات کی تھی اور زبان بالکل نہیں ہلائی تھی۔

کیٹی نے جلدی سے کہا: "حضور غلطی ہو گئی۔ معافی چاہتی ہوں۔"

بزرگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ ماریا اب کوئی بات کرتے ہوئے ڈر رہی تھی کہ کہیں بزرگ ناراض نہ ہو جائیں۔ خدا دوست لڑکے نے سر گھما کر ماریا سے کہا:

"ماریا بہن! کیٹی کو اجازت کے بغیر بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

تو گویا جسم کی لہروں سے ہونے والی باتوں کو خدا دوست لڑکے نے بھی سن لیا تھا۔

ماریا نے کہا: "اب ایسی گستاخی نہیں ہو گی عاطون بھائی۔"

ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

پھر خدا دوست لڑکے نے بزرگ کی خدمت میں اپنی طرف سے معذرت پیش کی اور کہا:

"عالی جناب! آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ آپ کا کام لوگوں کی مدد کرنا اور دکھی انسانوں کی خدمت کرنا ہے۔ کیٹی کو ایک شرارتی جن نے سانپ کی شکل دے دی ہوئی ہے۔ آپ اس کی مدد کریں اور اسے پھر سے انسانی شکل عطا کریں۔"

بزرگ نے آہستہ سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی شکل دینا خدا کا کام ہے۔ چونکہ تم ان دو سہیلیوں کے ساتھ آئے ہو اس لیے ہم ان کی مدد کریں گے۔ لیکن ایک بات ان دونوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ بڑوں کے سامنے ادب سے بیٹھنا چاہیے اور جب تک وہ کوئی بات نہ کریں خود نہیں بولنا چاہیے۔"

خدا دوست لڑکے نے کہا: "وہ ان باتوں کا خیال رکھیں گی عالی جناب؟"

بزرگ نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ بالکل چپ چاپ بُت بنا بیٹھا رہا۔ اس کے سر کے گھونسلے میں سے پرندہ اڑ کر سرنگ سے باہر چلا گیا۔ کافی دیر بعد بزرگ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"ناگن کیٹی کو ہمارے سامنے لاؤ۔"

ماریا نے اسی وقت ناگن کیٹی کو اپنی گردن سے اتار کر بزرگ کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ کیٹی نے کنڈلی ماری اور سر جھکا کر بزرگ کو آداب کیا۔ بزرگ بڑے غور سے کیٹی کے کنڈلی مارے ہوئے جسم کو تک رہے تھے۔ پھر انہوں نے زمین پر سے خشک جڑوں کی مٹی ہاتھ میں اٹھائی۔ انہیں دونوں ہاتھوں میں ملا اور ناگن کے جسم پر

ک دیا اور کہا:

"جاؤ خدا کے حکم سے پھر انسانی شکل میں آ جاؤ۔"

ایک ہلکی سی نیلی روشنی پیدا ہوئی اور ناگن کیٹی کا پ کا جسم غائب ہو گیا اور وہ پھر سے اپنی اصلی لی لڑکی کی شکل میں آ گئی۔ اس نے اپنے جسم کو دیکھا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر بزرگ شکریہ ادا کیا اور کہا:

"میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی فراموش نہیں کروں گی۔"

بزرگ نے کہا: "ابھی تمہاری آنکھیں چوکور نہیں ہیں لیکن تم جب اور جس وقت چاہو کہ تمہاری آنکھیں چوکور ہو جائیں تم اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر میرا خیال کرنا۔ تمہاری آنکھیں خلائی چوکور آنکھیں ہو جائیں گی۔"

ماریا کہنے لگی: "اے بزرگ! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بھی غیبی حالت سے اصلی ظاہر حالت میں آ جاؤں۔ مجھے بھی لوگ چلتا پھرتا دیکھ سکیں؟"

بزرگ نے کہا: "ماریا! تم پر آج سے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے شخص نے طلسم کیا ہوا ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا توڑ مشکل ہے تم لوگ اپنی واپسی کے سفر پر ہو۔ جب تم وہاں دوبارا پہنچو گی تو تمہاری زندگی میں ایک انقلاب آ جائے گا۔"

کیبٹی نے کہا: "کیا یہ انقلاب میری زندگی میں بھی آئے گا اور کیا ہم ماریا کو انسانی جسم کی حالت میں دیکھ سکیں گے؟"

بزرگ نے کہا: "ابھی ایسا نہیں ہو گا۔"

ماریا نے کہا: "ہمارا یہ سفر کب ختم ہو گا۔ کیا ہم مصر پہنچنے کے بعد ہمیشہ کے لیے مر جائیں گے؟"

بزرگ مسکرائے کہنے لگے:

"تم سب لوگ — یعنی عنبر ناگ ماریا اور کیبٹی پرانے زمانے کے مصر میں اس مقام پر باری باری پہنچ جاؤ گے جہاں سے تم نے الگ الگ اپنا پانچ ہزار سالہ سفر شروع کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد"

بزرگ خاموش ہو گئے۔ ماریا نے کہا:

"اس کے بعد کیا ہو گا مقدس بزرگ؟"

انہوں نے کہا:

"یہ خدائی راز ہے۔ میں اسے نہیں کھول سکتا۔ ہاں اتنا ضرور بتائے دیتا ہوں کہ تم عنبر ناگ ماریا اور

کیبٹی نے گھبرا کر کہا: "کیا ہمارا سفر کبھی ختم بھی ہو گا یا نہیں؟"

بزرگ نے کہا: "ابھی نہیں۔ مصر پہنچنے کے بعد تمہاری زندگیوں میں ایک زبردست انقلاب آئے گا اور پھر تمہارا حیرت انگیز سفر شروع ہو گا۔ اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

خدا دوست لڑکا ادب سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کو کیبٹی اب دکھائی دے رہی تھی۔

اس نے کیبٹی سے کہا:

"کیبٹی بہن! اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے۔"

یہ کہہ کر لڑکا غائب ہو گیا۔

کیبٹی بولی: "یہ لڑکا کوئی بزرگ تھا۔"

ماریا نے کہا: "ہاں کیبٹی — بڑا پاک باز اور عبادت گذار لڑکا تھا۔ اس کی آنکھیں ہر راز کو دیکھ لیتی تھیں۔ چلو اب ہم بھی آگے روانہ ہوتی ہیں۔"

کیبٹی کہنے لگی: "ہم اس وقت سکندر اعظم اور راجہ پورس کے ہندوستان میں ہیں۔ یہاں سے کس طرف روانہ ہوں؟"

ماریا نے کہا: "اصل میں ہمیں اس ملک کو چھوڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر ملک شام اور عراق کی طرف جانا چاہیے کیونکہ عنبر اور ناگ ان ہی ملکوں کی طرف گئے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم ہندوستان کی کسی سمندری بندرگاہ پر پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ وہاں سے کسی سمندری جہاز میں سوار ہو کر ملک شام کی طرف جا سکیں۔"

کیٹی بولی: "اس کا سب سے آسان طریقہ تو یہ ہے کہ یہ جو دریا ہے ہم اس کے ساتھ ساتھ سفر کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دریا آگے جا کر سمندر میں ہی گرتا ہو گا۔ وہاں سے ہم کسی سمندری بندرگاہ کو تلاش کریں گی۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

ماریا نے کیٹی کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی:

"پہلے جب تم سانپ تھیں تو میں تمہیں گردن میں لٹکا کر ہوا میں اڑ سکتی تھی۔ اب کیا کروں۔ اب تم انسانی جسم میں آ گئی ہو۔ تمہیں اپنے کاندھے پر نہیں بٹھا سکتی۔ اس لیے ہمیں گھوڑوں کی ضرورت ہے یا پھر اگر دریا میں سفر کرنا ہے تو ہمیں ایک کشتی چاہیے۔ وہ کہاں سے آئے گی؟"

کیٹی ہنسنے لگی: "اگر تم مجھے کاندھے پر نہیں بٹھانا

چاہتیں تو نہ بٹھاؤ۔ چلو آگے چل کر کوئی کشتی تلاش کرتے ہیں۔ شاید کوئی ماہی گیروں کی بستی آ جائے اور ہمیں کوئی کشتی مل جائے۔"

وہ دونوں دریا کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف چلنے لگیں۔ وہ جس راہ پر چل رہی تھیں دریا بھی اسی رُخ پر سمندر کی طرف جا رہا تھا۔ ماریا غیبی حالت میں زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر بڑے مزے سے ہوا میں اڑتی جا رہی تھی جب کہ کیٹی کو زمین پر پاؤں اٹھا کر کنارے کی دلدل میں چلنا پڑ رہا تھا۔

"کاش! میں بھی تمہاری طرح غائب ہوتی۔ کم از کم ہوا میں اڑ تو سکتی تھی۔ میرے تو پاؤں دلدل میں دھنس رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا: "اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا سکتی ہوں۔"

کیٹی اب دلدل سے باہر نکل آئی تھی اور دریا کے کنارے خشک اور گیلی ریت پر چل رہی تھی، کہنے لگی:

"اب اس کی ضرورت نہیں۔ شکریہ۔ ارے! وہ دیکھو۔ سامنے کشتیاں دریا میں کھڑی نظر آ رہی ہیں۔"

ماریا نے زمین سے کچھ بلند ہو کر دیکھا۔ ایک فرلانگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فاصلے پر دریا میں چھ سات کشتیاں کھڑی تھیں۔ جب وہ قریب گئیں تو دیکھا کہ وہاں کوئی آدمی ہے نہ آدم زاد۔ کوئی بستی بھی قریب دکھائی نہیں دے رہی تھی:

"کیٹی! لگتا ہے خدا نے یہ کشتیاں صرف ہمارے لیے یہاں رکھی ہوئی تھی۔ کیوں نہ ان میں سے ایک کشتی ہم لے لیں۔"

کیٹی کہنے لگی: "اس سے بہتر اور کون سی بات ہو سکتی ہے۔"

انہوں نے ایک کشتی کی رسی کھول دی۔ اس میں سوار ہو گئیں اور کشتی دریا کے رُخ پر سمندر کی طرف روانہ ہو گئی۔ دریا کی لہریں زیادہ تیز نہیں تھیں اور کشتی بڑے سکون اور ایک ہی رفتار سے آگے ہی آگے ہی جا رہی تھی۔

دریا میں سفر کرتے تیسرا دن گذر گیا تو شام کے وقت آسمان پر سیاہ بادل آنا شروع ہو گئے۔ دیکھتے دیکھتے بادل گھنے ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی۔ کیٹی نے کہا:

"بھئی ماریا تم تو بارش میں نہیں بھیگ سکتیں مگر میرے تو کپڑے بھیگ جائیں گے۔ کیوں نہ کشتی کنارے پر لا کر کسی جگہ بارش رکنے کا انتظار کر لیا جائے۔"

ماریا نے کہا: "جیسے تمہاری مرضی۔ کشتی کو کنارے کی طرف لے آؤ۔ یہاں کوئی آبادی تو نظر نہیں

آ رہی۔"

کیٹی بولی: "آبادی سے ہمیں کیا لینا دینا ہے۔ ہم کسی درخت یا چٹان کے سائے میں بیٹھ جائیں گی۔ بارش رُکے گی تو پھر سفر پر روانہ ہو جائیں گی۔"

وہ کشتی کو کنارے پر لے آئیں۔

اب بارش کے ساتھ بجلی بھی کڑکنے لگی تھی۔ بجلی چمکتی تو دریا پاٹ اور جنگل کے گھنے درخت روشن ہو جاتے اور پھر ایک بجھ جاتے۔ انہوں نے کشتی کو دریا کے کنارے پر گھسیٹ اور خود بھاگ کر ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں آگے کو نکلے ئے پتھر کی چھت کے نیچے آ کر بیٹھ گئیں۔ ماریا کو تو بارش کچھ یں کہہ رہی تھی مگر کیٹی پر برابر پانی کی بوچھاڑیں پڑ رہی تھیں۔ ن کے سروں کے اوپر جو پتھر پہاڑی سے باہر نکلا ہوا تھا۔ ہ بارش کو روکنے کے لیے ناکافی تھا۔

ماریا نے کہا: "درخت کے نیچے جاؤ گی تو وہاں زیادہ پانی ٹپک رہا ہے۔ اس لیے اسی جگہ بیٹھی رہو۔ بارش ابھی رُک جاتی ہے۔"

کیٹی کے سارے کپڑے بارش میں بھیگ چکے تھے۔ اس نے جہاں بیٹھی ہوئی تھی اس کے پتھر کو غور سے دیکھا اور ہاتھ سے ہلایا۔ پتھر اپنی جگہ پر ذرا سا ہلا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا: "معلوم ہوتا ہے یہ پتھر کسی نے خود لگایا ہوا ہے؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماریا نے پوچھا۔

کیٹی بولی: "تم خود اس پتھر کو ہاتھ لگا کر دیکھ لو۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کے اندر کوئی پہاڑی کھوہ ہے جس کے منہ پر کسی نے یہ پتھر رکھ دیا ہے۔ اگر یہاں کوئی کھوہ ہے تو میں اس کے اندر بارش سے پناہ لے سکتی ہوں۔"

ماریا نے آگے بڑھ کر دیوار کے پتھر کو ہاتھ سے ذرا دبایا تو وہ ایک طرف کو کھسک گیا۔

"ارے ہاں کیٹی! یہ تو اس جگہ کوئی کھوہ لگتا ہے۔"

ماریا نے تھوڑا سا زور لگایا تو پتھر اپنی جگہ سے ہل کر اندر کی طرف ایک دروازے کی طرح چلا گیا اور وہاں ایک اندھیرے غار کا منہ نمودار ہوا۔ ماریا نے کہا:

"میرے خدا! یہ تو کوئی خفیہ غار ہے۔"

کیٹی نے غار میں منہ ڈال کر کہا: "اور اس کے اندر سے ٹھنڈی ہوا بھی آ رہی ہے۔"

"تم ہوا کو چھوڑو اور چپکے سے غار کے اندر ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بارش رک جائے گی اور یہاں سے چل دیں گی۔"

کیٹی غار کے اندر چلی گئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ غار کی دیوار میں طاق بنے ہوئے تھے۔ جن میں دیوی دیوتاؤں کی پتھر کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ کیٹی بولی: "یہ مورتیاں پرانے زمانے کی معلوم ہوتی ہیں مگر سوال یہ ہے کہ اس غار کو بند کس نے کیا تھا؟"

ماریا نے کہا: "ارے بھئی جس نے بھی بند کیا ہو ہمیں اس سے کیا۔ اب چپکے سے یہاں بیٹھ جاؤ میں جا کر ذرا کشتی کو دیکھتی ہوں کہیں اس موسلا دھار بارش میں دریا ہی میں نہ کھسک گئی ہو۔ مگر ہاں۔ غار میں اندر مت جانا۔ اسی جگہ رہنا۔"

کیٹی کہنے لگی: "تم میرے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو، ماریا۔ ایک بار کہہ جو دیا کہ آگے نہیں جاؤں گی تم بے فکر رہو۔"

ماریا مسکراتی ہوئی کشتی کا پتہ کرنے دریا کی طرف چلی گئی۔ بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ بارش اتنی موسلا دھار ہو رہی تھی کہ اس کی آواز سے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ ماریا جا چکی تھی۔ کیونکہ کیٹی کو اس کی خوشبو بہت ہی مدھم مدھم آ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی غار کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ پھر اُٹھ کر طاق میں بنی ہوئی مورتیوں کو دیکھنے لگی۔ ان میں ایک رقص کرتی دیوی کی مورتی بھی تھی۔ یہ مورتی ایک بڑی خوبصورت دیوی کی تھی جس کی آنکھوں میں سرمہ لگا تھا اور کانوں اور گلے میں سونے کے زیور تھے۔ کیٹی حیران تھی کہ اتنی حسین اور رنگ دار مورتیاں یہاں کس فن کار نے بنائی ہیں۔ اور پھر غار کا منہ کیوں بند کر دیا گیا؟

مورتیوں کے یہ طاق غار میں اندر تک چلے گئے تھے۔

کیٹی پر ان مورتیوں نے جیسے جادو سا کر دیا تھا۔ وہ ان کی خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوئی تھی اور انہیں ایک ایک کر کے دیکھتی غار میں آگے بڑھتی گئی۔ وہ ماریا کی بات بھول گئی تھی کہ کیٹی غار کے اندر آگے تک مت جانا۔ مگر لگتا تھا کہ یہ بات اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اس کے قدم اپنے آپ غار میں آگے کی طرف اٹھ رہے تھے۔ مورتیوں کے طاق ختم ہونے میں ہی نہیں آتے تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر خوبصورت مورتی تھی۔

غار میں آگے جا کر دو تین موڑ آئے۔ جب مورتیوں والے طاق ختم ہو گئے تو کیٹی کو جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ غار میں کافی اندر آ گئی ہے۔ اب اسے

واپس چلنا چاہیے نہیں تو ماریا سخت ناراض ہو گی۔ یہ خیال کر کے وہ واپس پلٹی اور تیز تیز چلنے لگی۔ وہ جدھر سے غار کے اندر آئی تھی ادھر ہی کو جا رہی تھی مگر یہ دیکھ کر کچھ پریشان ہوئی کہ غار آگے سے بند تھا۔ واپس پلٹی اور دوسری طرف گئی۔ چند قدم چلنے کے بعد ادھر بھی غار آگے سے بند ہو گیا تھا۔

اب سامنے کی طرف ہی ایک راستہ باقی رہ گیا تھا۔

کیٹی اس طرف اندھیرے میں چلنے لگی۔ اندھیرا یہاں اتنا گہرا تھا کہ ایک عام انسان کو کچھ نظر نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے کیٹی اندھیرے میں تھوڑا تھوڑا دیکھ رہی تھی۔ غار میں کئی چکر اور موڑ آئے۔ غار آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر اس کا منہ کہیں نہیں آ رہا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ وہ ضرور غار کی بھول بھلیوں میں پھنس گئی ہے۔ یہاں عجیب قسم کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔

کیٹی چلتے چلتے کئی بار پتھروں سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچی۔ یا خدا! یہ غار کب ختم ہو گا؟ کب اس کا دروازہ آئے گا؟ مگر غار تو شیطان کی آنت سے بھی لمبا تھا۔ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ کیٹی کو فکر لگا کہ ماریا دریا سے واپس آ گئی ہو گی اور وہاں اسے نہ دیکھ کر سخت پریشان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو رہی ہو گی۔

کیٹی کو پہلے غار میں بارش کی آواز آتی تھی۔ اب نہیں آ رہی تھی۔ یہ غار بہت بڑے پہاڑ کے اندر قدرتی طور پر بنا ہوا تھا اور اس کی چھت سے لمبے لمبے نوکیلے ستون سے لٹک رہے تھے جو پتھروں کے بنے ہوئے تھے۔

اب کیٹی گھبرا گئی۔ اس نے اندھیرے میں زور زور سے ماریا کو آوازیں دیں کہ شاید ماریا اس کی آواز سن کر جواب دے اور وہ ماریا کی آواز کی رُخ پر چل کر اس تک پہنچ جائے۔ مگر غار میں کیٹی کی آواز گونج کر رہ گئی۔ کسی طرف سے ماریا کی جوابی آواز نہ آئی:

کیٹی نے محسوس کیا کہ غار میں گرمی بڑھ رہی ہے اور اب زمین بھی ڈھلانی ہو گئی تھی۔ گویا وہ زمین کے نیچے اترتی چلی جا رہی تھی یا یہ کہ غار کیٹی کو لے کر زمین کے اندر چلی جا رہی تھی۔ کیٹی ایک دم رُک گئی۔ اس لئے واپس جانے کا فیصلہ کیا اور جونہی واپس مڑی اس سے کوئی پندرہ قدم کے فاصلے پر زمین میں سے سسکار کی آواز کے ساتھ گیس باہر کو نکلی۔ پھر زور سے وہاں زمین پھٹی اور آتش فشاں پہاڑ کا پگھلا ہوا سرخ سرخ لاوا ایک منہ زور فوارے کی طرح اچھلنے لگا:

کیٹی تیزی سے آگے کو بھاگ گئی اور ڈھلان پر اور زیادہ نیچے چلی گئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ پگھلا ہوا سرخ لاوا ایک دہکتی ہوئی لہر کی شکل میں اس کی طرف ڈھلان پر بڑھ رہا تھا۔ یہ کھولتا ہوا سُرخ دہکتا لاوا کیٹی کے جسم کو جلا کر خاک کر سکتا تھا۔ وہ غار کی ڈھلان پر دوڑنے لگی۔ غار اب کھلا ہو گیا تھا۔ آگے جا کر کیٹی نے دیکھا کہ جگہ جگہ زمین میں لاوے کے چھوٹے چھوٹے گڑھے بنے ہوئے تھے جن میں سرخ پگھلا ہوا لاوا کھول رہا تھا اور ان کی سسکاریں ایسی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔

فضا میں بے حد گرمی پیدا ہو گئی تھی۔ کیٹی کا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔ اسے سانس لینے میں بھی مشکل پیش آ رہی تھی۔ مگر وہ جان بچانے کی خاطر لاوے سے بھرے ہوئے کھولتے سسکارتے گڑھوں سے بچتی چلی جا رہی تھی۔ واپس مڑ نہیں سکتی تھی۔ کیوں کہ پیچھے ہی لاوے کی لہر برابر چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کو اپنی نادانی پر سخت غصہ آیا کہ وہ غار میں آگے کیوں گئی۔ اسے ماریا کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے غار کے منہ پر ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھے رہنا چاہیے تھا۔ آگے دائیں بائیں پہاڑی دیواروں میں جگہ جگہ سے لاوا اب آبشاروں کی شکل میں بہہ کر نیچے گر رہا تھا۔

کیٹی گرم کھولتے لاوے کی زمین میں آ گئی تھی۔ کیا وہ زمین کے اتنی دور گہرائی میں آ گئی ہے کہ جہاں لاوا ہی لاوا ہے؟ وہ سوچتی۔ مگر سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ وہاں سے کوئی راہِ فرار تلاش کرنا چاہتی تھی جو کہیں نہیں مل رہی تھی۔ اب وہ ایسی جگہ پہنچ چکی تھی جہاں سامنے سوائے موت کے اور کچھ نہیں تھا۔

سخت تپش کی وجہ سے کیٹی کو اپنے جسم کی کھال جلتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ وہ نڈھال ہو کر ایک جگہ زمین پر گر پڑی۔ اس کے دائیں بائیں اور سامنے گڑھوں میں گرم گرم سرخ لاوا کھول رہا تھا۔ پیچھے نظر ڈالی تو بہتا ہوا لاوا تیزی سے غار کی ڈھلان پر اس کی طرف چلا آ رہا تھا کیٹی نے موت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ سمجھ گئی کہ اب اسے موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ابھی لاوے کی لہر اسے نگل لے گی اور اس کا جسم جل کر ایک سیاہ کوئلے کی طرح ہو جائے گا اور پھر پگھل کر لاوے کے ساتھ لاوا بن جائے گا۔

اچانک کیٹی کے کانوں میں گھنگھروؤں کی جھنکار سنائی دی۔ اس نے خیال کیا کہ موت کی آوازیں ہیں۔ اس نے سن رکھا تھا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اسے عجیب عجیب قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اس نے آنکھیں بند رکھیں تاکہ آسانی سے موت کی آغوش میں چلی جائے۔

گھنگھروؤں کی جھنکار اس کے قریب آ رہی تھی۔ آواز پہلے سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ جیسے کوئی عورت رقص کرتی اس کی طرف بڑھ رہی ہو۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لاوے کی وجہ سے وہاں روشنی پھیل گئی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سامنے وہی عورت کھڑی ہے جس کی مورتی اس نے غار کے طاق میں دیکھی تھی۔ بالکل وہی شکل صورت۔ وہی سونے کے زیورات اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ مورتی چھوٹی تھی مگر یہ پوری انسانی شکل اور روپ میں تھی۔

یہ عورت زرق برق لباس میں تھی اور اس کے پاؤں میں گھنگھرو بندھے تھے جو رقص کرتے ہوئے بج رہے تھے۔ کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی اور حیرت سے اسے تکنے لگی۔ اس عورت کے آنے سے فضا میں گرمی کی تپش کافی کم ہو گئی تھی۔ وہ رقص کرتی ہوئی کیٹی کے قریب آ کر رک گئی اور اس کی طرف مسکرا کر تکنے لگی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیبیٹ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کہا:

"خدا کے لیے مجھے اس جہنم سے نکالو۔ یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے"۔

اس نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ لاوے کی لہر اس کے قریب پہنچ رہی تھی۔ رقاصہ عورت نے آہستہ سے اپنا ہاتھ کیبیٹ کی طرف بڑھا کر کیبیٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر اسے لاوے کے گڑھوں کے درمیان سے گذار کر غار کی دیوار میں بنے ہوئے ایک شگاف میں لے گئی۔ اس شگاف آتے ہی کیبیٹ کو ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ اس کی جان میں جان آ گئی۔ اس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا اور کہا:

"میری بہن! تم نے میری جان بچا لی۔ تم کون ہو؟ میں نے تمہاری مورتی غار کے طاق میں بنی دیکھی تھی"۔

رقاصہ کا ہیولا کیبیٹ کو شگاف کے اندھیرے میں زیادہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کیبیٹ کا ہاتھ تھامے آگے ہی آگے چلی جا رہی تھی۔ اس کے پاؤں کے گھنگھرو ہر قدم پر چھن چھن کی آواز کر رہے تھے۔ وہ خاموش تھی۔ اس نے کیبیٹ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کیبیٹ

نے پھر کہا:

"تم کون ہو بہن؟ یہاں کہاں اور کیسے رہتی ہو؟"

رقاصہ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ کیبیٹ نے سوچا کہ شاید یہ بات کرنا نہیں چاہتی۔ اس کے لیے اتنا کافی ہی تھا کہ اس کی جان بچ گئی تھی۔ ورنہ کھولتے ہوئے لاوے سے زندہ بچ کر نکل جانا ایک ناممکن بات تھی۔

اب کیبیٹ کو یہ خیال کچھ پریشان کرنے لگا کہ یہ عورت اسے کہاں لیے جا رہی ہے اور یہ اس عجیب و غریب منحوس غار میں کہاں رہتی ہے؟ کیوں رہتی ہے؟ کیا یہ یہاں اکیلی ہی ہے یا اس کے کوئی ساتھی بھی ہیں؟ یہ بھی ایک غار ہی تھا جس میں کیبیٹ اس رقاصہ کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ غار میں گھپ اندھیرا تھا۔ پھر کیبیٹ کو دور روشنی کا ایک سوراخ دکھائی دیا جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا تھا۔

○

ماریا موسلا دھار بارش میں دریا پر گئی تو دیکھا کہ اس کی کشتی میں پانی بھر گیا ہوا تھا مگر وہ ریت پر اپنی جگہ پر ہی کھڑی تھی۔ اس نے کشتی کو اُلٹ دیا تا کہ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ے پانی بھی نکل جائے اور اس کے بہہ کر دریا میں چلے جانے کا خطرہ بھی نہ رہے۔

اس کام سے فارغ ہو کر ماریا واپس غار کی طرف آگئی۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ کیپٹ وہاں کہیں نہیں ہے۔ اس نے کیپٹ کو اس کی خاص فریکوینسی پر آوازیں دیں مگر کیپٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا پریشان ہو گئی۔ سمجھ گئی کہ کیپٹ نے وہی غلطی کی ہے جس سے اس نے اسے منع کیا تھا کہ غار میں آگے مت جانا۔

ماریا کو خود نہیں پتہ تھا کہ غار میں آگے کیا ہے لیکن یونہی خواہ مخواہ خطرہ مول لینا کوئی عقل مندی کی بات نہیں ہوتی۔ وہ غار میں تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ ساتھ ساتھ وہ کیپٹ کو آوازیں بھی دیتی جا رہی تھی۔ غار آگے جا کر بند ہو گئی۔ ماریا کے لیے پتھر کی دیوار کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ وہ پتھر کی دیوار میں سے گذر کر دوسری طرف آ گئی۔ ادھر دوسری طرف بھی وہی غار تھا۔ وہی اندھیرا تھا۔ وہ آگے بڑھنے لگی۔ آگے جا کر غار ایک طرف کو گھوم گئی۔ اس کے بعد پھر غار بند ہو گئی۔ اور پتھر کی دیوار سامنے آ گئی۔ ماریا اس دیوار کو بھی پار کر کے دوسری طرف آئی تو غار دائیں طرف کو گھوم گئی۔ اس کے آخر میں پھر پتھر کی دیوار آ گئی

ماریا اس دیوار میں سے گذر کر باہر آئی تو دیکھا کہ اسی جگہ غار میں کھڑی ہے جہاں سے وہ چلی تھی۔

ماریا تو ہکا بکا ہو کر رہ گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ کیسی بھول بھلیاں ہیں؟ اس نے اس ایک بار پھر کوشش کرتے ہوئے غار میں آگے جا کر ایک پہلو سے دیوار کو پار کیا۔ دوسری طرف جا کر سامنے والی دیوار کی بجائے بغل والی پتھریلی دیوار میں سے نکل گئی۔ آگے پھر وہی جگہ آ گئی جہاں سے وہ چلی تھی۔ اب تو اس کے ہوش اڑنے لگے کہ کیپٹ کہاں گم ہو گئی ہے؟

اگر وہ اس غار کی بھول بھلیوں میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہو گی؟ اس نے کیپٹ کو ایک بار پھر آوازیں دینا شروع کر دیں۔ غار میں ماریا کی آواز گونجنے لگی مگر کیپٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ یا خدایا یہ کیا ہو گیا؟ کیپٹ کہاں چلی گئی؟ کیا اس غار میں کوئی خفیہ طلسم رکھا گیا ہے؟ کیا اس غار میں کوئی آسیب رہتا ہے؟ کیا یہاں بھوتوں کا قبضہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ ماریا کے سامنے کیوں نہیں آتے؟

ماریا غار کے منہ پر آ کر بد دل اور پریشان ہو کر بیٹھ گئی۔ بارش اسی طرح موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ذرا سی کم نہ ہوتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ رات کے اندھیرے میں درختوں سے پانی کی آبشاریں نیچے گر رہی تھیں۔ یہ سوچ کر ماریا کا دل نڈھال سا ہو رہا تھا کہ اتنی دیر بعد کیٹی اسے ملی اور پھر جدا ہو گئی۔ کبھی اسے کیٹی پر سخت غصہ آتا کہ اس نے اس کی نصیحت کیوں نہ مانی اور غار کے اندر کیوں چلی گئی؟

لیکن اب غصہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیٹی سے غلطی ہو گئی تھی۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ بہرحال ماریا نے فیصلہ کیا کہ وہ اس جگہ بیٹھ کر کیٹی کا انتظار کرے گی

ماریا نے تین دن اس غار کے منہ پر بیٹھ کر کیٹی کا انتظار کیا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ کیٹی کسی نئی اُلجھن یا مصیبت میں پھنس گئی ہے اور اب کم از کم اس غار میں واپس کبھی نہیں آئے گی تو وہ وہاں سے اٹھی اور اس نے پہاڑی کے ارد گرد ایک چکر لگایا۔ اوپر گئی۔ چوٹی پر جا کر پہاڑ کی ڈھلان کو غور سے دیکھا۔ نیچے آ کر پورا جائزہ لیا۔ مگر پہاڑ میں کہیں بھی کوئی شگاف یا کسی غار کا منہ نہیں تھا۔ اب جب وہ غار میں واپس آئی تو دیکھا کہ اس غار کا منہ بھی بھاری پتھر سے بند ہو چکا تھا۔

وہ حیران ہوئی کہ یہ منہ کس نے بند کر دیا؟ غار کے آگے پتھر کس نے رکھ دیا؟ معمّہ اور زیادہ پُراسرار ہو رہا تھا ماریا کے لیے وہاں ٹھہرنا اپنا وقت ضائع کرنے کے برابر تھا۔ وہ آگے چل کر، آگے سفر کر کے کیٹی کو تلاش کر سکتی تھی۔ کیوں کہ ایک بات کا اسے یقین ہو چلا تھا کہ کیٹی اس غار کے اندر نہیں ہے اور ضرور کسی دوسری دنیا میں نکل گئی ہوئی ہے۔

وہ ہوا میں اڑ کر بھی ساحل سمندر تک جا سکتی تھی۔ مگر وہ دریا میں سفر کر کے جانا چاہتی تھی۔ اس طرح امید تھی کہ ہو سکتا ہے راستے میں اسے کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔ چنانچہ وہ دریا پر آ گئی۔ کشتی کو سیدھا کر کے اسے دریا میں ڈالا اور اس میں سوار ہو کر اسے سمندر کے رُخ پر لہروں کے بہاؤ کے حوالے کر دیا۔

یہ ایک عجیب کشتی تھی جو دیکھنے والے کو دور سے خالی لگتی مگر بالکل سیدھ میں اس طرح سے بہی جا رہی تھی جیسے کوئی اسے کنٹرول کیے ہوئے ہو۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ ماریا نے کشتی کو قابو میں رکھا ہوا تھا۔ جس وقت کشتی کنارے کی طرف جانے لگتی۔ ماریا اسے دوبارہ دریا کے بیچ میں لے آتی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ہم واپس کیٹی کی طرف جاتے ہیں۔ رقاصہ دیوی پاؤں میں گھنگھروؤں کو جھنجھناتی، کیٹی کا ہاتھ پکڑے اسے غار میں آگے ہی آگے لیے جارہی تھی۔ روشنی کا دائرہ جو پہلے دُور سے نظر آتا تھا اب بڑا ہو گیا تھا اور اس میں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ یہ روشنی زرد اور سرخ تھی۔ جیسے کہیں بہت بڑے الاؤ جل رہے ہوں۔

جب کیٹی غار سے باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہے کہ سامنے ایک بہت بڑا مندر ہے جس کی سیڑھیاں اوپر تک چلی گئی ہیں۔ مندر کی دونوں جانب آگ کے الاؤ روشن ہیں رات چھائی ہوئی ہے۔ بارش کا کہیں نام و نشان تک نہیں مندر کی سیڑھیوں کی دونوں جانب تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بیل کی مورتیاں بنی ہیں۔ جن کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی ہیں۔ رقاصہ کیٹی کو لے کر سیڑھیوں چڑھنے لگی کیٹی نے کہا: "آخر تم لوگ کون ہو؟ مجھے کہاں لیے جا رہی ہو؟ تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتی ہو؟"

رقاصہ کے چہرے پر ایک پُراسرار سی مسکراہٹ تھی اور اس کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔ کیٹی کو محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا ہاتھ لوہے کے کسی شکنجے میں آگیا

ہے۔ پچاس ستر کے قریب سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ مندر کے دروازے میں داخل ہوئی۔ کیٹی نے دیکھا کہ اندر ایک نیچی چھت والا لمبا کمرہ ہے جس کے کونوں میں آگ کے الاؤ روشن ہیں۔ مگر کمال کی بات یہ تھی کہ اندر کی فضا میں نہ تو گرمی تھی اور نہ ہی دم گھٹ رہا تھا۔

سامنے ایک اونچا تخت لگا تھا۔ اس تخت کے اردگرد چار نہایت معصوم شکل والی لڑکیاں زرق برق لباس پہنے بالکل بت بنی کھڑی ہیں۔ کالے رنگ کے بھدے ہونٹوں اور مکروہ مونچھوں والے چار آدمی ہاتھوں میں ننگی تلواریں لیے تخت کے آگے پہرہ دے رہے ہیں۔ تخت پر کوئی بھی نہیں بیٹھا ہوا۔

رقاصہ نے کیٹی کو تخت کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔ چاروں آدمیوں نے اپنے منہ سے باری باری ایسی بھیانک آواز نکالی کہ جس طرح کوئی منحوس اُلو آدمی رات کو بولتا ہے۔ کیٹی نے رقاصہ سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا کہ وہاں سے فرار ہو جائے مگر وہ اپنا ہاتھ نہ چھڑا سکی۔ اس کا ہاتھ لوہے کے شکنجے میں جکڑا ہوا لگتا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اگر اس نے زیادہ زور لگایا تو اس کا ہاتھ کلائی سے الگ ہو جائیگا۔

اُلو کی انسانی آوازوں پر سامنے والی دیوار میں سے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ریچھ نما انسان نمودار ہوا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اور جس نے صرف ایک لنگوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں زرد تھیں اور ایک دانت باہر نکلا ہوا تھا۔ سر پر سرکنڈوں کی طرح بال کھڑے تھے اور ہاتھ میں آگے سے مڑی ہوئی تلوار تھی۔ اس نے کیٹی کو بھرپور نظر سے دیکھا اور تخت پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور بولا:

"رقص شروع کرو۔ اس رانی کو ہمارے پاس لے آؤ"

چاروں لڑکیاں چبوترے سے اتر کر رقص کرنے لگیں۔ رقاصہ دیوی ان کے درمیان میں تھی۔ کیٹی باہر کو بھاگی تو چاروں ننگی تلواروں والے آدمیوں نے کیٹی کو دبوچ لیا اور اٹھا کر ریچھ نما منحوس انسان کے پاس تخت پر لا کر ڈال دیا۔

○

○ کیٹی اس منحوس جگہ سے کیسے فرار ہوئی؟

○ ماریا دریا میں بہتے ہوئے کہاں جا نکلی؟

○ عنبر اور ناگ کو الگ الگ سفر میں کیسے سنسنی خیز واقعات پیش آئے اور ان چاروں کی آپس میں کن حیران کن حالات میں ملاقات ہوئی؟

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۹۲ "نقلی ماریا" میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنف : اے۔حمید

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی
پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات ۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل ۵/-
۴۔ پُراسرار غار کی مُورتی ۵/-
۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
۶۔ تابُوت میں سانپ ۵/-
۷۔ موت کا دریا ۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ۵/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھُوت ۵/-
۱۴۔ ڈائناسورس کا جزیرہ ۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
۱۶۔ انسانی بلی ۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
۱۸۔ ماریا اور بن مانس ۵/-
۱۹۔ قبر نما انسان ۵/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
۲۱۔ ناگ اور جادُو کی ترشول ۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
۲۳۔ لاش کی چیخ ۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
۲۵۔ ۹۹ ٹیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۵/-
۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادُوگر سانپ ۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
۲۹۔ بابل کی بدرُوحیں ۵/-
۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر) ۷/۵۰
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان ۵/-
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت ۶/-
۳۴۔ مُردوں کی شہزادی ۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ ۶/-
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری ۶/-
۳۸۔ کٹا ہُوا زندہ ہاتھ ۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں ۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر) ۱۳/-
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا ۱۰/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن ۶/-
۴۳۔ کھنڈرات کی بدرُوحیں ۶/-
۴۴۔ ممباطوش اور ناگ ۶/-
۴۵۔ ماریا سونے کی مُورتی ۶/-
۴۶۔ ناگ غائب ہو گیا ۷/۵۰
۴۷۔ خون کی آبشار ۷/۵۰
۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل ۷/۵۰
۴۹۔ خونی لومڑی ۷/۵۰
۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل (گولڈن جوبلی نمبر) ۱۵
۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ہو گئی ۷/۵۰
۵۲۔ خون کی پیاس ۷/۵۰
۵۳۔ ناگ اور سُپرمین ۷/۵۰
۵۴۔ پتھریلی آنکھ والا جاسوس ۷/۵۰
۵۵۔ ناگ اور ناگن زنگامتی ۷/-
۵۶۔ چار پُراسرار سپیرے ۷/-
۵۷۔ امبا دیوی کی مُورتی ۶/-
۵۸۔ خفیہ مندر کی تلاش ۷/-
۵۹۔ موت کا وعدہ ۷/۵۰
۶۰۔ اور قبر کھُل گئی ۷/۵۰
۶۱۔ لاش کا دوسرا جسم ۶/-
۶۲۔ ماریا قتل ہو گئی ۷/-
۶۳۔ خیالی تابُوت یاقوتی سانپ ۶/-
۶۴۔ ماریا اور ممی کی لاش ۷/۵۰
۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰
۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰
۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا ۶/-
۷۰۔ دیوی روشنگ کے اژدہا ۷/۵۰
۷۱۔ عنبر کا سر کٹ گیا ۷/۵۰
۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں ۱۰/-
۷۳۔ دیوتا قتلام پر قربان کردو ۷/۵۰
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۷/۵۰
۷۵۔ روح اور سانپوں والے بہن بھائی (خاص نمبر) ۱۵
۷۶۔ ماریا انار کلی میں ۷/۵۰
۷۷۔ قبر، مرتبان اور ہڈیاں ۷/۵۰
۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا ۷/۵۰
۷۹۔ پُراسرار فرعون کا ڈھانچہ ۷/۵۰
۸۰۔ طلسمی تختی اور سانپوں کا غار ۷/۵۰
۸۱۔ قفل والا پراسرار چہرہ ۷/۵۰
۸۲۔ ڈاکو سپاٹا اور عابدہ کا پتلا ۷/۵۰
۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ ۷/۵۰
۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی ۷/۵۰
۸۵۔ زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت ۷/۵۰
۸۶۔ رشی بال کی روح اور بن مانس ۷/۵۰
۸۷۔ اژدہا اور عیار پجاری ۷/۵۰
۸۸۔ انسانی سر والا چمگادڑ ۷/۵۰
۸۹۔ شر طوم سپیرا اور مہاناگ ۷/۵۰
۹۰۔ خوفناک سمندری آنکھ ۷/۵۰
۹۱۔ ناگن مجھے کاٹو ۷/۵۰
۹۲۔ نقلی ماریا ۷/۵۰
۹۳۔ جاسوس سانپ ۷/۵۰
۹۴۔ سامری کے اژدہا ۷/۵۰
۹۵۔ سمندری جوگن ۷/۵۰
۹۶۔ عنبر، ناگ، ماریا کراچی میں ۷/۵۰
۹۷۔ عنبر ناگ کو قتل کردو ۷/۵۰

نیا مکتبہ اِقراء : ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸